ماہ نامہ

فلک

جنوری 2021

نئے سال میں آپ سب کو خوش آمدید

2021

نہ کوئی رنج کا لمحہ کسی کے پاس آئے
خدا کرے کہ نیا سال سب کو راس آئے

ماہ نامہ
فلک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شمارہ نمبر: 1
جلد نمبر: 1
جنوری 2021

اردو ورچوئل لائبریری کے تعاون سے آپ کے نظروں کے سامنے ہے۔

نگران اعلیٰ
ڈاکٹر ایس ایس انور

مدیر اعلیٰ
آر اے لاثانی

مدیر
بسمہ ملک

مجلس ادارت
فوزیہ کنول
فواد فیاض
اسامہ حفیظ
حبیب رحیم یار
ڈاکٹر سعدی

پبلشر: اردو ورچوئل لائبریری
برقی پتہ:
monthlyfalak@gmail
.com
ویب سائٹ:
UrduVirtualLibrary.blogs
pot.com
فیس بک:
Facebook/monthlyfalak

آپ شمارے میں پڑھ سکتے ہیں!

سلام عرض ہے !	آرائے لاثانی
حمد باری تعالیٰ	راول حسین
سیرت محشر صلی اللہ علیہ وسلم	بابر الیاس
گستاخانہ خاکے اور اقوامِ متحدہ کی ذمہ داریاں	حامد رضا
حقوق نسواں، اسلام اور مغرب	اقراء لودھی
مشاہدہ	رضوان افضل
محبت معجزے جیسی	مہوش شہزادی
انسانیت	عامر سہیل
کامل محبت	ثنا فاطمہ وڑائچ
قسمت	ریحان احمد
حنظلہ (نونہالوں کی دنیا)	ڈاکٹر نایاب ہاشمی
زبان کی مٹھاس (نونہالوں کی دنیا)	اسامہ حفیظ
اوراق سخن	انچارج : اسامہ حفیظ
دنیا کے ذائقے	بسمہ ملک
نونہال مصوری	فوزیہ کنول
تصویر خانہ	فوزیہ کنول
دلکشی کے نسخے	بسمہ ملک

اداریہ

اَلسَلامُ عَلَیکُم وَرَحمَۃُ اللہِ وَبَرَکاتُہٗ

شغل میلہ

سب لوگوں کو سلام عرض ہے۔ یہ بھی کئی آن لائن رسالوں کی طرح ایک رسالے کا اداریہ ہے۔ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ ہر مہینے کوئی نہ کوئی نیا آن لائن رسالہ نکل رہا ہے جو دو سے تین مہینے بمشکل چل پاتا ہے اور وقت کی کمی کے باعث بند کرنا پڑتا ہے۔ ان سب رسالوں میں نہ کوئی خاص ادبی مواد شاملِ اشاعت ہوتا ہے، نہ ان سب کا کوئی معیار ہوتا ہے جس سے نئے لکھاریوں کو سیکھنے کا موقع ملے لیکن وہ لوگ یہ تو کہتے ہوئے نہیں ہچکچاتے کہ ہم نے شغل میلہ لگایا ہوا جس سے نہ کوئی خاص ادبی تربیت ہو رہی ہے نہ ہم معاوضہ دینے کے قابل ہیں کہ ہر لکھاری کو اس کا حق ملے لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ ہم اپنے رسالے کا معیار تب ہی مقرر کر سکیں گے۔ جب معیاری قلم کار ہمارے میگزین میں لکھنے کی زحمت کریں گے۔ پر ہمارے عظیم و تجربہ کار قلم کار آن لائن رسالوں کو درخورِ اعتناء نہیں جانتے اور ان کو گلی کے آوارہ لڑکوں کی کاوش سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ

ہم صرف معاوضے پر لکھتے ہیں۔ تو ان کے لیے جواب عرض ہے کہ ہم معاوضہ تب ہی دینے کے قابل ہوں گے جب لوگ ہمارے رسالے کی قیمت ادا کریں گے لیکن ایسا کوئی کرتا ہے نہیں۔ سب تو مال مفت، مال غنیمت کے قول پر عمل کرتے ہوئے صدا بلند کرتے ہیں کہ آن لائن رسالے میں کرنا کیا پڑتا ہے۔ تو آپ سن لیں آن لائن رسالے میں کرنا کیا پڑتا ہے۔ سب سے پہلے تو ہم تحاریر جمع کرتے ہیں، جس میں بہت سی ناقابل اشاعت تحاریر بھی شامل کرنی پڑتی ہیں کیوں کہ لوگ ایک آن لائن رسالے میں لکھنے کو تیار نہیں ہوتے۔

دوسرے مرحلے میں ان کی پروف ریڈنگ ہوتی ہے۔ اس مرحلے میں ہماری ٹیم کو سب سے زیادہ مسئلہ آتا ہے اور جب غیر معمولی درستگی کرنے کے بعد اگلے مرحلے میں ڈیزائننگ یا تزئین کاری کا آغاز ہوتا ہے۔ جس میں کبھی تزئین کار کا لیپ ٹاپ خراب ہو جاتا ہے تو کبھی موبائل۔

جب ان تینوں مراحل سے نکل کر رسالہ آپ سب کے سامنے پیش ہوتا ہے تو آپ لوگوں کی بے جا تنقید کے باعث ٹیم اگلا شمارہ نکالنے کی ہمت چھوڑ جاتی ہے۔

قصہ المختصر آپ لوگ ان آن لائن رسالوں کو شغل میلہ سمجھنا بند کر دیں۔ اس کے ہر ایک شمارے کے پیچھے محنت کارفرما ہوتی ہے۔

آر۔اے۔لاثانی

مدیر اعلی

ثنائے خدا باری تعالیٰ

راول حسین

صبح کا اور شام کا مالک
میرے اِک ایک کام کا مالک

لائقِ حمد و مدحت و توصیف
ہر ثنا و سلام کا مالک

سب حیات و ممات پر قادر
حشر کے انتظام کا مالک

والیِ دو جہان و ربِ کریم
اپنے ہر ایک غلام کا مالک

ابتدا جس کے نام سے کر دی
ہے وہی اختتام کا مالک

سیرتِ شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم

بابر الیاس

میں تیرے نام سے کرتا ھوں ابتدا مولا
میرے الفاظ کو بخش دے حیات مولا

اللہ جل شانہ نے قرآن میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی کو "اسوۃ حسنہ" قرار دیا ہے،
اور آج دیکھو 1400 سو سال بعد غیر مسلم بھی مجبور ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کا عظیم ترین انسان، مصلح راہنماء، سپہ سالار، اور عظیم محسن مانتی ہے۔
سیرت النبی ﷺ پہ کسی کتاب کا مطالعہ بڑا خوبصورت تجربہ ہے۔ ہر مضمون، ہر پہلو، ہر واقعے کے بعد آپ کی آقا ﷺ سے محبت کی تجدید ہوتی ہے۔ جیسے جیسے آقا ﷺ کی شخصیت آپ پہ کھلتی ہے ویسے ویسے آپ کے دل میں ایک آئیڈیل کا تصور مضبوط ہوتا جاتا ہے۔
سیرت النبی ﷺ کے موضوع پہ پیر کرم شاہ صاحب کی تصنیف ضیا النبی ﷺ ، صدیقی صاحب کی "محسن انسانیت "ولی ریاض صاحب کی " ہادی عالم " کا مطالعہ کیا تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ موجودہ کتابوں میں اور حالات میں سیرت النبی ﷺ پہ نمایاں اور خوبصورت کتابیں ہیں ، گزشتہ ادوار میں ابن ہشام کی کتاب سب سے جامع ہے لیکن اسکو پڑھنے سے پہلے سمجھنے کے لیے کسی پاکستانی مصنف کو پڑھنا لازم ہے تاکہ سیرت مبارکہ کو مکمل سمجھ کر عمل بھی آسان ہو اور عقیدہ بھی مضبوط ہو ، بے شک سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ دل کو نرم کرتا ہے۔
اہل علم و دانش میری بات سے ان شاء اللہ متفق ہوں گے کہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مطالعہ سے رقت طاری ہو جاتی ہے ، لیکن سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محض کہانی بنا کر نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ اسے پڑھنے سے پہلے اور پڑھنے کے بعد اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیے کہ کتنی مثبت تبدیلیاں آئی ہے؟
ہم نے کتنا عمل کیا ہے؟
ہم اسلام سے کتنے دور ہیں؟
ورنہ "مہجورہ" کے مفہوم میں ہمارا یہ عمل بھی گردانہ جائے گا۔ بیشک اللہ تک پہنچنے کا ڈائریکٹ راستہ سیرت النبی ﷺ ہی ہے۔ آپ زندگی کے کسی موڑ پہ کبھی بھٹک ہی نہیں سکتے۔ لہذا خود بھی اور اگر ہو سکے تو گھر میں روز پانچ منٹ تک خاندان کے تمام افراد کو متوجہ کر کے کسی بھی کتاب کا مطالعہ جسکو آپ پسند کرتے ہیں ، اسکو پڑھنے کا اہتمام کر لیں ، ان شاء اللہ فایدہ و عمل آپ تصور ہی نہیں کر سکتے۔
جیسے زمانہ جہالت میں بتوں کی پوجا ، شراب ، جوا ، چوری ، زنا ، قتل ، لڑکیوں کا زندہ درگو جیسے گناہ عام تھے بلکہ یوں کہے سکتے ہیں کہ زمانہ بربادی اور تباہی کے آخری کنارے پر تھا اور شرم و حیا کا دور دور نام و نشان نہ تھا بس تاریکی ہی تاریکی تھی ، پھر کیا تھا اللہ کی رحمت جوش میں آہی اور انسانیت پر اللہ پاک نے احسان فرمایا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ابدی ہدایت دے کر پیدا فرمایا ، اللہ کریم نے اپنی بنائی اشرف انسانیت کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر اجالے اور ہدایت کے روشن راستے کی تلقین کرنے ، طریقہ کار بتانے کے اپنے محبوب کائنات کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابدی اور آخری

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ازواج مطہرات :

خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالی، سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالی، عائشہ بنت ابو بکر رضی اللہ تعالی، حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالی، زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالی و ام سلمہ رضی اللہ تعالی، زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی، جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالی، ام حبیبہ بنت ابو سفیان رضی اللہ تعالی، صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالی، میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالی، ماریہ القبطیہ رضی اللہ تعالی و (باختلاف اقوال)

سرور کائنات محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مشہور عام تاریخ کے مطابق 12 ربیع الاول عام الفیل بمطابق 570ء یا 571ء کو ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مذاہب وتاقیامت کے پیشوا ہیں و
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کنیت ابو القاسم تھی۔
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے انسانیت کی جانب بھیجے جانے والے انبیاء اکرام علیہ السلام کے سلسلے کے آخری نبی ہیں جن کو اللہ نے اپنے دین لی درست شکل انسانوں کی جانب آخری بار پہنچانے کیلیئے دنیا میں بھیجا۔
(انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کی تمام مذہبی شخصیات میں سب سے کامیاب شخصیت تھے)۔
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم 570ء (بعض روایات میں 571ء) مکہ میں پیدا ہوئے و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن کی پہلی آیت چالیس برس کی عمر میں نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وصال تریسٹھ (63) سال کی عمر میں 632ء میں مدینہ میں ہوا، مکہ اور مدینہ دونوں شہر آج کے سعودی عرب میں حجاز کا حصہ ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف کے والد رضی اللہ تعالی کا انتقال ان کی دنیا میں آمد سے قریبا چھ ماہ قبل ہو گیا تھا اور جب ان کی عمر چھ سال تھی تو ان کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی بھی اس دنیا سے رحلت فرما گئیں۔
عربی زبان میں لفظ "محمد" کے معنی ہیں 'جس کی تعریف کی گئی'۔ یہ لفظ اپنی اصل حمد سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے تعریف کرنا۔ آپکی والدہ ماجدہ نے آپکا نام احمد رکھا تھا اور آپکے دادا حضرت عبد المطلب نے "محمد" رکھا تھا۔
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول، خاتم النبیین، حضور اکرم، رحمت للعالمین و شاہد و بشر و نذیر و داعی اللہ و سراج منیر و آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے القابات ہیں و اس کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بہت نام و القاب ہیں۔ نبوت کے اظہار سے قبل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ساتھ تجارت میں ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔
اپنی سچائی، دیانت داری اور شفاف کردار کی وجہ سے
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب قبائل میں صادق اور امین کے القاب سے پہچانے جانے لگے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا کثیر وقت مکہ سے باہر واقع ایک غار میں جا کر عبادت میں صرف کرتے تھے اس غار کو غار حرا کہا جاتا ہے۔ یہاں پر 610ء میں ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام (فرشتہ) ظاہر ہوئے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا پیغام دیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کی جانب سے جو پہلا پیغام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچایا وہ یہ ہے۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (1) خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ (2) -- القرآن
ترجمہ: پڑھو (اے نبی) اپنے رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا (1) پیدا کیا انسان کو (نطفہ مخلوط کے) جمے ہوئے خون سے (2) (سورۃ 96 (العلق) آیات 1 تا 2)

یہ ابتدائی آیات بعد میں قرآن کا حصہ بنیں۔ اس واقعہ کے بعد سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسول کی حیثیت سے تبلیغ اسلام کی ابتداء کی اور لوگوں کو خالق کی

کی وحدانیت کی دعوت دینا شروع کی۔
انہوں نے لوگوں کو روزِ قیامت کی فکر کرنے کی تعلیم دی کہ جب تمام مخلوق اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے خالق کے سامنے ہوگی۔ اپنی مختصر مدتِ تبلیغ کے دوران ہی انہوں نے پورے جزیرہ نما عرب میں اسلام کو ایک مضبوط دین بنا دیا، اسلامی ریاست قائم کی اور عرب میں اتحاد پیدا کر دیا جس کے بارے میں اس سے پہلے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے اور قرآن کے مطابق کوئی مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ ان کو اپنی جان و مال اور پسندیدہ چیزوں پر فوقیت نہ دے۔ قیامت تک کے مسلمان ان کی امت میں شامل ہیں۔
ولادت مبارک صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب فیل کے سال ماہ ربیع الاول بوقت صبح صادق پیدائش مکہ مکرمہ میں ربیع الاول 53ھ / اپریل 571ء ہوئی (مشہور قول کے مطابق) (بارہ ، نو ، دس ، ربیع الاول بھی روایت میں آتا ھے)
(آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات ربیع الاول ،12 ھ ، 10ھ / جون 632ء کا ذکر ہے) وضاحت آخر میں)
اعلان بعثت رمضان 12ھ / اگست 610ء، غار حرا در مکہ مکرمہ
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مرکزی قیام مدینہ منورہ کی مسجد نبوی رہا ۔
تاریخ اسلام کی روشنی میں اور علمائے حق کے متفق قول کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ کچھ یوں ہے جسکو حضرت مولانا طارق جمیل صاحب اکثر بیان کرتے ہیں ۔
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دادی کا نام فاطمہ ۔
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دادا کا نام عبدالمطلب ۔
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نانی کا نام برہ ۔
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی والدہ کا نام آمنہ رضی اللہ
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والد کا نام عبداللہ رضی اللہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا گھرانہ........ بنوہاشم
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قبیلہ........ قریش
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قوم....... عرب
(باقی کی تفصیل یہ ھے) (صحیح البخاري، کتاب مناقب الأنصار، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شجرہ نسب کچھ اس طرح ہے
محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف
بن قصی بن کلاب بن مُرۃ بن کعب بن لوي بن غالب
بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن إلیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

"عدنان" تک کے نسب نامہ کی صحت پر پر تمام محدثین، سیرت نگاروں اور علمائے انساب کا اتفاق ہے۔
اور "عدنان" کے اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے ہونے کے بارے میں بھی کوئی اختلاف نہیں۔
البتہ عدنان سے اوپر نابت بن اسماعیل علیہ السلام کا شجرۂ نسب جو کہ محفوظ نہیں رہا یوں بتایا جاتا ہے :

بن اُدبن مقوّم بن ناحور بن تَیرح بن یعرب بن یشجب
بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام
(بحوالہ : سیرت ابن ھشام)
عرب ازراہِ احتیاط "عدنان" سے اوپر کا نسب نامہ بیان نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ نسب کے بارے میں بے حد حساس تھے لیکن "نابت" کے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے 12 بیٹوں میں سے ایک ہونے میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر اختلاف ہے تو اس میں کہ حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کے بڑے بیٹے "نابت" تھے یا "قیذار" ؟

خزاں کے آغاز کے ساتھ جہاں درختوں سے گرتے ٹوٹتے، زرد، نارنجی پتے زمین سے رگڑ کھاتے ہیں تو عجب سی سرگوشی کرتے سنائی دیتی ہے اور دل کی دُنیا میں ایک شور برپا ہو جاتا ہے باہر سے پُرسکون مگر قلب وروح کی بے تابی من کو اضطراب میں مُبتلا کر دیتی ہے -
گُمان ہوتا ہے زرد ہوتے اشجار بھی غم اور اُداسی کی چادر اوڑھ لیتے ہیں اور ہم بے چین رُوحوں کے ہم سفر بن جاتے ہیں، ہمارے تڑپتے سوالوں کے سفیر بن جاتے ہیں،
مگر یہ دلکشی انکے حُسن کو نہایت خوبصورت بنا دیتی ہے لیکن ہمارے لوگ گندگی سے اس کے ماحول کو میلا کر دیتے ہیں -
جیسے ہم اپنے رب کی عطا کردہ زندگی کو رحمن کے اصولوں سے باہر نکل کر گزارتے ہیں اور شیطان کے دائرے کو قبول کر کے اپنی خواہش کے غلام بن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت وَاطاعت کو بھول کر فانی دنیا کی دلدل میں غرق ہوتے جاتے ہیں۔
سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اشرف انسانیت کو جہالت کی تاریکی سے نکالنے کے لیے ہی تشریف لائے۔

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضور ہم سے خفا ہیں منا کے لا

ٹکڑوں میں بٹ گئی ہے امت رسول کی
ابو بکر سے کچھ آئینے صدق وصفا کے لا

دنیا بہت ہی تنگ مسلماں پہ ہو گئی
فاروق کے زمانے کے نقشے اٹھا کے لا

گمراہ کر دیا ہے نظر کے فریب نے
عثمان سے زاویے ذرا شرم وحیا کے لا

یورپ میں مارا مارا نہ پھرئے گدائے علم
دروازہ علی سے یہ خیرات جا کے لا

باطل سے دب رہی ہے امت رسول کی
منظر ذرا حسین سے کچھ کربلا کے لا

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضور ہم سے خفا ہیں منا کے لا

جب سے اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے، نفس و شیطان اس کو بہکانے کیلیئے کوشاں ہیں، شیطان کا مکر و فریب عام طور پر واضح ہوتا ہے یعنی عبادات سے روک دینا اور گناہ کروانا،،، لیکن نفس کے دھوکے بہت شدید اور باریک ہوتے ہیں انسان ان کو اکثر سمجھ نہیں پاتا، جیسے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے وقت دل میں ریاکاری یعنی دکھاوے کی خواہش کا پیدا ہونا، اس عظیم عمل کو برباد کر دیتا ہے،،، اسی طرح بعض لوگوں کو جب کسی معاملے میں دل نہ چاہتے ہوئے معافی مانگنی پڑ جائے،، تو نفس ان سے یہ جملہ کہلوا دیتا ہے کہ (اگر کوئی غلطی ہوئی یا میری بات بری لگی ہے تو معافی چاہتا ہوں) یہ جملہ صرف وہاں قابل قبول ہے جہاں کوئی بات ہوئی ہی نہ ہو اور محفل برخاست ہوتے وقت اس کو ادا کیا جائے، لیکن جہاں آپ یقیناً غلطی پر تھے وہاں نفس آپ سے یہ کہلوا کر یہ بتا رہا ہوتا ہے کہ آپ کا نفس تکبر میں مبتلا ہے اور معافی مانگنا برائے تکلف ہے
اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیں نفس و شیطان کے دھوکوں سے بچائے اور عاجزی و مسکینی عطا فرمائے یہی عاجزی قبر کی روشنی ہے (نفس کی خرابیاں سے اقتباس)

انسان بھی کیا شے ھے ۔ دولت کمانے کے لیے اپنی صحت کھو دیتا ھے ۔ اور پھر صحت کو واپس پانے کے لیے اپنی دولت کھو جاتا ھے ۔ مستقبل کو سوچ کر اپنا حال ضایع کرتا ھے پھر مستقبل میں اپنا ماضی یاد کر کے روتا ھے ۔ جیتا ایسے ھے جیسے کبھی مرنا ھی نہیں اور مرتا ایسے ھے جیسے کبھی جیا ھی نہیں ۔ (شیخ سعدی)
حضرت یوسف بن اسباطؒ سے پوچھا گیا: عاجزی کی انتہا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا:
''آدمی گھر سے نکلے تو راہ میں ملنے والے ہر شخص کو خود سے بہتر جانے''

مختصر سی مری کہانی ہے
جو بھی ہے ان کی مہربانی ہے

جتنی سانسوں نے ان کا نام لیا
بس وہی میری زندگانی ہے

کیف طاری ہو اشکباری ہو
یہ ہی ماحول نعت خوانی ہے

چشمِ تر سے سنائیں حال اپنا
خوش بیانی تو آنی جانی ہے

یاد کرنا ان کو رو لینا
بس یہی میری نعت خوانی ہے

دعوت و تبلیغ کا حکم اور مشرکین کی طرف سے تکالیف اور مصاحب پر صبر کی تلقین اور ساتھ ہی تسلی بھی دی گی . . .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی
ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ایک عملی نمونہ

(مولانا محمد اللہ خلیل قاسمی صاحب کے قلم سے بھی چند نمایاں باتیں اس میں شامل ہیں جو کہ آپکی نظر کر رہا ھوں)

اسلام، عالمی اور ابدی مذہب ہے۔ اسلام کی تعلیمات اور اس کا سرمدی پیغام دنیا کے ہر گوشے میں بسے ہوئے انسانی افراد اور معاشرے کے لیے یکساں طور پر قابل عمل ہے۔ اس عالمی اور آفاقی مذہب کے پیغمبر آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر مرحلہ اور ہر پہلو پوری امت مسلمہ کے لیے ایک کامل اسوہ اور مکمل نمونہ ہے جیسا کہ قرآن کریم کی شہادت ہے:
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۳۳ : ۲۱) آپ کی گھریلو زندگی ہو یا سماجی زندگی، مکی زندگی ہو یا مدنی زندگی، عبادات ہوں یا معاملات، سیاسیات ہوں یا اخلاقیات و مذہبیات، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی کا عملی نمونہ ہر شعبۂ زندگی میں تمام انسانوں کے لیے قابلِ تقلید ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں ہم مسلمانوں کے لیے جو جس بھی ملک میں ہیں بے شک اقلیت میں ہیں، ایک مکمل عملی نمونہ موجود ہے۔ ملک میں اکثریت غیر مسلمین ہو د سرکاری اعداد و شمار کے مطابق مسلمان وہاں کی آبادی کا تقریباً پندرہ فی صد ہی ہوں۔
یہ مسلمانوں کا اپنا محبوب وطن ہوتا ہے اور مسلمان اس سرزمین کے ایک اٹوٹ حصہ ہوتے ہیں۔ ہمارے آباء واجداد اسی خاک میں مدفون ہوتے ہیں اور اس برصغیر میں ہماری تہذیب و تمدن اور تاریخ و روایات کے کتنے ہی انمٹ نقوش اور لاثانی یادگاریں ثبت ہیں کہ اگر اس گراں قدر تہذیبی، ثقافتی و تاریخی ورثہ کو ہندوستانی تاریخ سے مٹا دیا جائے تو یہاں کی تاریخ روکھی اور بے رنگ نظر آنے لگے گی۔
حصولِ آزادی کے بعد بھی گو مسلمانوں کو اس ملک میں مسلسل گذشتہ ساٹھ برسوں سے معاشی و تعلیمی اور سیاسی و سماجی آزمائشوں کا سامنا ہے؛ لیکن ملک کے مجموعی حالات مسلمانوں کے لیے اگر ہمت افزا نہیں تو کم از کم مایوس کن اور دل شکن بھی نہیں۔ یوں تو اسلام کی ساری تعلیمات پر کاربند ہونا مسلمانوں کی مذہبی ذمہ داری اور اسلامی تقاضا ہے۔ تاہم مسلمانوں کے لیے ملک کے موجودہ حالات میں نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا ''مکی نمونہ'' خاص طور پر مکمل عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔

جاری ہے۔

باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ

گستاخانہ خاکے واقوام متحدہ کی ذمہ داریاں

حامد رضا

یورپی ممالک بالخصوص ناروے ، ڈنمارک ، ہالینڈ، جرمنی اوراب فرانس مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرکے انہیں اشتعال دلانے اورپھر دنیا بھرمیں دہشت گردثابت کرنے کی کوششوں میں مصروف عمل ہیں ۔ اسلاموفوبیا کے شکاران ممالک کی جانب سے کبھی گستاخانہ خاکے بنائے جاتے ہیں توکبھی خواتین کے حجاب اورداڑھی کودہشت کی علامت قراردے کرپابندی عائد کرتے ہوئے مسلم امہ کے جذبات کوٹھیس پہنچائی جاتی ہے ۔ مگراب توحدہی ہوگئی کہ فرانس جیسے ذمہ دارملک اورفرانسیسی صدرعمانویل میکرون کی جانب سے پیغمبراسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بارے میں توہین آمیزاورگستاخانہ خاکوں کی اشاعت جاری رکھنے کی اجازت دینے کامذموم اعلان کیاگیا اورکہایہ گیاکہ یہ آزادی اظہار رائے ہے ۔ یعنی نام نہادآزادی اظہاررائے کے بہانے اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقرآن کریم کی تذلیل ۔ ۔ ۔ ان کی اس گھناؤنی حرکت پرپوری مسلم امہ میں شدید غم وغصہ اوراشتعال پایاجاتاہے ،اوردنیا بھرکے مسلمانوں نے اس ناپاک جسارت کوناقابل برداشت قراردیا ہے ۔

مسلمان پوری دنیامیں سراپااحتجاج ھیں اوریہ پیغام دے رہے ہیں کہ گستاخانہ خاکے اورکسی بھی قسم کی مذہبی بے ہودگی وکسی بھی قسم کی تذلیل قابل قبول نہیں ہے اورمسلمانوں کے لئے یہ ناقابل برداشت ہے مگرابھی تک مہذب دنیاکے ٹھیکے داروں یعنی اقوام متحدہ وسلامتی کونسل اور دیگراداروں نے تاحال کوئی کاروائی نہیں کی۔

برماکے روہنگیامسلمانوں چین کے یغورمسلم اور ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ بھی وہاں کی حکومتیں ظلم وزیادتی تعصب ومذہبی جنون میں بازی لے گئی ھیں وہ اسلام ومسلمانوں کے تشخص کوختم کردیناچاہتی ہیں۔

داعش نامی نام نہادمسلم تنظیم جس کے موجدبھی یورپ کے مسلم دشمن عناصرھیں ان کے ذریعے دہشت گردی کرائی جاتی ہے ۔ تاکہ الزام مسلمانوں کے سرڈال کرانہیں بدنام کیاجاسکے ۔ جیساکہ حال ہی میں آسٹریامیں ہوااوروہاں کئی مساجدبند کرادی گئیں۔

داعش تنظیم سے مسلمانوں کاکوئی تعلق نہیں ہے یہ مسلمان دشمن عناصرکاٹولہ ہے ۔ اس تنظیم سے تعلق رکھنے والے یہودی ہیں ۔ اس کاثبوت اس وقت بھی مل چکاہے جب آرمی انٹرنیشنل اسکول پشاورپاکستان پرحملہ کیاگیااورحملہ آورداعش تنظیم کے بتائے گئے ۔ اوراس حملے میں دفاع

کے دوران داعش کے جن دہشت گردوں کو جہنم رسید کیا گیا ان کی لاشوں کا معائنہ کرنے کے بعد پتا چلا کہ یہ مسلمان ہی نہیں بلکہ یہودی ہیں۔ ان کے جسموں پر ان کی مذہبی شناخت کے ٹیٹوز بنے ہوئے تھے۔

ہم مہذب دنیا کے تمام اداروں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ پوری دنیا میں مذہب کے نام پر انسانوں کی نسل کشی کو فوری طور پر روکے۔

گستاخانہ خاکوں کے حوالے مسلم ممالک اور تمام دنیا کے مسلمان پر زور احتجاج کے ساتھ ساتھ یہ مطالبہ بھی کر رہے ہیں کہ گستاخانہ خاکوں کی تشہیر پر فوری پابندی عائد کی جائے۔

بلاشبہ فرانسیسی حکمران نے توہین آمیز خاکوں سے مجروح ہونے والے دلوں پر مرہم رکھنے کی بجائے شدت پسندوں کو اسلام پر حملہ کرنے اور اسلاموفوبیا کی حوصلہ افزائی کی ہے اور مذہبی منافرت پھیلانے، اسلام دشمنی میں مزید اضافہ کرنے اور دہشت گردی اور انتہاپسندی کو ہوا دینے کی راہ چنی ہے۔ اس سے عالمی معاشرہ مزید تقسیم ہوگا۔ دنیا میں بدامنی پھیلے گی۔ نفرتوں میں اضافہ ہوگا جس کی دنیا متحمل نہیں ہو سکتی۔ ایسی مذموم مہم اسلام کی بے حرمتی اور دنیا بھر میں نقص امن کی بدترین سازش ہے۔جس سے دنیا بھر میں امن وامان کے لئے شدید خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔

ترکی، پاکستان، سعودی عرب، کویت، ایران، ملائشیا و دیگر اسلامی ممالک نے فرانس میں اسلام سے متعلق توہین آمیز خاکوں پر فرانسیسی سفیر کو اپنے دفتر خارجہ طلب کر کے احتجاج ریکارڈ کروایا ہے، اور واضح کیا ہے کہ کوئی بھی مسلمان کسی بھی صورت ایسی گستاخانہ حرکت کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ تمام مسلمانوں کیلیئے خاتم النبیین رحمت العالمین آقائے دوجہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔

فرانسیسی صدر عمانویل میکرون کی جانب سے گستاخانہ خاکوں کی اشاعت جاری رکھنے کا اعلان بھی دہشت گردی کے زمرے میں آتا ھے اور یہ پوری امت مسلمہ کے لئے ناقابل قبول وناقابل برداشت ہے۔ اس مذموم اعلان کیخلاف احتجاج کرنا ہر مسلمان کا ایمانی فریضہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے۔

اللہ رب العزت نے نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کل کائنات کے انسانوں کے لیے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت کے لیے محنت اور خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ہستی نے بنی نوع انسان کو جینے کا سلیقہ دیا، معاشرے سے نسلی امتیاز کا خاتمہ کیا، انسان کو ذلت اور پستی کی گہرائیوں سے نکالا، ظلمت کا پردہ چاک کیا، باطل پرستی کو ٹھکرا کر جھوٹے خداؤں

سے اس دھرتی کو پاک کیا، عورت کو اس کا حقیقی مقام دلوایا، انسان کو علم و فکر کے نئے راستے دکھائے، کامیابی اور کامرانی کی نئی راہیں کھولیں۔ عالمگیر بھائی چارہ، مساوات اور باہمی تعاون کی بنیاد رکھی۔۔۔۔ اسلام دشمن عناصر نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ناپاک جسارت کر کے عالم اسلام کی غیرت و حمیت کو للکارا ہے۔ اسلام دشمنوں کی اس ناپاک حرکت سے ان کی منافقت اور خیانت کا پردہ چاک ہو گیا ہے کہ اسلام دشمنی میں یہود و نصاریٰ آپس میں متحد اور معاون و مددگار ہیں۔ مغرب کی ہر چیز بدل چکی ہے۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے طور طریقے بدل چکے ہیں۔ ان کے رویے اور اقدار بدل چکے ہیں۔ طرز زندگی اور سوچ بچار کے تمام زاویے بدل چکے ہیں۔ دنیا گلوبل ویلج بن چکی ھے۔ دنیا کے تمام انسان امن و محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے جڑے رہنا چاہتے ھیں لیکن مغرب کی اسلام دشمنی میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔ سوشل میڈیا جسے آزادی اظہار رائے کے پلیٹ فارم کا نام دیا جاتا ہے اس پر ہر روز شعائر اسلام کی توہین کی جاتی ہے۔۔۔۔۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیسی آزادی اظہار رائے ہے جو عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور دیگر مذاہب کا مذاق اڑانے کی اجازت تو نہیں دیتا لیکن اس کے سائے میں اربوں افراد کی ہر دل عزیز شخصیت کا مذاق اڑا کر مسلم امہ کو مشتعل کیا جاتا ہے؟ یقیناً یہ مسلمانوں اور اسلام کو بدنام کرنے کی گھناؤنی سازش ہے، اس کا مقصد صرف اتنا ہی ہے کہ ان خاکوں کے ذریعے 2 ارب مسلمانوں کو طیش دلایا جائے اور پھر ان کے رد عمل کو ثبوت بنا کر ان پر دہشت گردی کا لیبل لگا دیا جائے۔۔ ان توہین آمیز خاکوں کے معاملے پر اہل اسلام کا جو رد عمل سامنے آیا وہ ایمان افروز اور حوصلہ افزا ہے۔ اس سے ایک بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمانوں میں آج بھی ایمان کی رمق موجود ہے، اور مسلمانوں کو جان، مال و عزت سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پیاری اور عزیز ہے۔

پوری دنیا کے مسلمانوں کی صرف یہی آواز ہے کہ اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لا کر انہیں نشان عبرت بنایا جائے اور اقوام متحدہ، سلامتی کونسل اور دنیا کے تمام انصاف پسند ادارے و تمام بہبود انسانیت کی علمبردار تنظیمیں ایسا قانون بنائیں کہ کسی بھی پیغمبر اور کسی بھی مذہب کا کوئی تمسخر نہ اڑائے ورنہ پوری دنیا انتشار و دہشت گردی کا شکار ہو جائیگی۔

اسلام تو دین فطرت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امن کے پیامبر ہیں جن کی تعلیمات قیامت تک تمام عالم کو منور رکھیں گی۔۔۔ ان شاء اللہ

حقوقِ نسواں، اسلام اور مغرب

اقراء لودھی

ہم اسلام کے احسانات کو یاد نہیں رکھتے۔ بس ان معاملات میں الجھے رہتے ہیں جو ہمارے دل کی تنگی کے باعث پیدا ہوتے ہیں پھر ہم شکایتیں کرتے ہیں کہ اسلام نے عورت کی حیثیت کو کم کیا ہے جبکہ اسلام نے عورت کو وہ حقوق دئے ہیں جو کسی اور مذہب نے نہیں دے سکا اور دنیا کی کسی بھی مذہبی کتاب میں عورتوں کے نام سے کوئی chapter موجود نہیں لیکن قرآن وہ واحد آسمانی کتاب ہے جس میں عورتوں کے نام (النساء) کی ایک مکمل سورۃ موجود ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ مرد اور عورت میں سے کس کا درجہ بڑا ہے اور کس کا کم بے شک مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں جو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں جدیدیت کا مطلب ہم نے یہ لے لیا ہے کہ مرد اور عورت مادر پدر آزاد ہو جائیں، انہیں کوئی روک ٹوک نہ ہو مغرب نے جب اس طرح کی آزادی اور حقوق عورت کو دئے تو آج اس کے نتائج ہمارے سامنے ہیں * آج وہاں ناجائز بچوں کی تعداد جائز سے زیادہ ہے * یہی بچے مستقبل کے جرائم پیشہ افراد بنتے ہیں

* مغربی مفکر اس رجحان سے پریشان ہیں اور ان موضوعات پر کتابیں لکھی جا رہی ہیں
* عورت کے لئے "بیک ٹو ہوم" کا نعرہ لگایا جا رہا ہے مغرب نے عورت کو چند حقوق تو دئے لیکن بدلے میں عورت نے اپنا سکون شرم وحیا اور گھر جیسے پر سکون ادارے کو خیر باد کہہ دیا اتنا کچھ گنوا کر ہی اسے نام نہاد آزادی ملی کیا ہم مسلمان بھی یہی چاہتے ہیں کہ اتنا بہترین نظامِ زندگی جو اسلام نے دیا ہے، اسے چھوڑ کر غیروں سے رہنمائی حاصل کریں مسلمان عورت کو معاش کی ذمہ داری سے مبرا کیا گیا اس کا دائرہ کار مخصوص کیا گیا اور اسے گھر پر توجہ دینے پر ابھارا گیا آج مغربی دنیا میں اسلام تیزی سے پھیلتا چلا جا رہا ہے اس میں اکثریت تعلیم یافتہ خواتین کی ہے اور خواتین یہی کہتی ہیں کہ جو حقوق اور تحفظ اسلام میں ہے وہ کہیں اور نہیں عورت کو اسلام میں اتنی آزادی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے تجارت کر سکتی ہے اپنی علیحدہ جائداد رکھ سکتی ہے تعلیم حاصل کر سکتی ہے

مغربی معاشرہ یا اس سے مرعوب مسلمان یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ خواتین کو حقوق دئے جائیں لیکن خود اس معاشرے نے خواتین کو کیا دیا رہ گئی اسلام عورت کو عورت ہی رہنے دیتے ہوئے وہ تمام جائز کاموں کی اجازت دیتا ہے جو مردوں کو حاصل ہیں اور کوئی چیز اس کی ترقی میں مانع نہیں ہوتی عورت تعلیم میں مردوں سے بھی آگے جا سکتی ہے لیکن حدود وہی رہیں گے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کئے ہیں کچھ جگہ مسلم معاشرے کا خود قصور ہے کہ وہ عورت کو اس کا جائز حق نہیں دیتے اور یہ صرف قرآن وسنت کی تعلیم سے دوری کا نتیجہ ہے۔

مشاہدہ

رضوان افضل

کسی کی تحریریں پڑھ کر، کسی کا ہنر دیکھ کر، کسی کی شاعری سن کر، کسی کی آواز سن کر، کسی کے بات کرنے کے انداز کو دیکھ کر، کسی کی اداکاری / فنکاری دیکھ کر یا کسی کی مصوری دیکھ کر اگر آپ بہت متاثر ہوتے ہیں، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

آپ اس کے فین / پرستار بن جاتے ہیں، اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ آپ اس کے ہنر کے اظہار کا انتظار کرتے ہیں، اس کی تلاش کرتے ہیں، اچھی بات ہے۔

آپ اس کی باتوں کو، ہنر یا کلام پر ڈھیر ساری داد دیتے ہیں، اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، یہ بھی اچھی بات ہے۔

لیکن اگر آپ اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیتے ہیں، اس کی ذاتی زندگی میں جھانکنے اور اس کے بارے میں جاننے کی کوشش کرنے لگتے ہیں، تو یہ غلط ہے۔

آپ یہ چاہتے ہیں کہ چونکہ آپ اس کے پرستار ہیں، اس لیے اس پر لازم ہے کہ وہ ہر دم آپکا شکریہ ادا کرے، آپ کی داد پر بہت خوشی کا اظہار کرتا رہے، آپ کی باتوں کا جواب دیا کرے، تو آپ غلط ہیں۔

یہ مت بھولیں کہ اس نے آپکو متاثر کیا ہے، آپ نے اسے متاثر نہیں کیا۔

آپ اس کے پرستار ہیں، وہ تو آپ کو جانتا ہی نہیں۔

اگر آپ کو وہ بہت پسند ہے، تو اس پر ہر گز، ہر گز یہ لازم نہیں ہو گیا کہ وہ آپکو اپنے بارے میں اطلاعات دیتا رہے، اپنی خیر خبر سے آپ کو آگاہ رکھے، آپ کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیا کرے، اور آپ کی فرمائش بھی پوری کرے۔

ہر انسان کی ایک زندگی ہوتی ہے، ایک مزاج ہوتا ہے، ایک طبیعت ہوتی ہے۔ اسے اسی کے مطابق چلنا ہوتا ہے۔

کسی کو تعلق بنانے، زبردستی بات سننے، جوابات دینے پر مجبور کرنے کی کوشش نہ کریں۔

اور اگر آپ کا ہیرو آپ کی یہ سب ڈیمانڈز پوری نہیں کر پاتا، تو اسے "مغرور، اکھڑ، بدمزاج" کہنے کا آپ کو کوئی حق نہیں۔

یاد رہے کہ اس نے اپنے ہنر کا اظہار کیا تھا، اور آپکو اس کے ہنر سے مطلب ہونا چاہیے اس کے مزاج سے نہیں! ہر انسان کو عزت دیں کیونکہ ہر انسان باعزت پیدا کیا گیا ہے۔

کیا کرنا؟

ثمین بلوچ

رہنا ہی نہیں جہاں مجھ کو
دل وہاں لگا کر کیا کرنا
خالی ہاتھ جو جانا ہے
دولت کو بچا کر کیا کرنا

مسکن ہی نہیں میرا جو
گھر اپنا بنا کر کیا کرنا
سب چوٹیں عارضی ہیں جب تو
ان کو سہلا کر کیا کرنا

جب کوچ ہی لازم ٹھہرا ہے
پھر تکیہ ٹکا کر کیا کرنا
کچھ فرق نہیں جب دنیا کو
غم اپنا بتا کر کیا کرنا

مٹی کا ہے ڈھیر سبھی جب
تو کتبے سجا کر کیا کرنا
یہ تعارف فرضی ہے تو پھر
نام اپنا بتا کر کیا کرنا

کامل محبت

ثنا فاطمہ وڑائچ

زارا یقین کرو میرا میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں بہت زیادہ تمہارے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تمہارے بغیر جینے کا خیال بھی مجھے لرزا کر رکھ دیتا ہے

احمر زارا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے   اسے اپنی محبت کا یقین دلا رہا تھا،

سنو احمر مجھے تمہاری محبت پہ بہت یقین ہے مجھے تم پر پورا اعتماد ہے کہ تم کبھی بھی مجھے بیچ منجھدار میں چھوڑو گے نہیں مگر میں چاہتی ہوں کہ تم اپنے گھر بات کروا پنے والدین کو ہمارے گھر بھیجو اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو تمہیں یہ کرنا ہو گا اور یہ ہماری پہلی اور آخری ملاقات تھی اب ہم اپنے شادی والے دن ہی ملیں گے ورنہ تمہارے اور میرے راستے آج سے جدا جدا ہیں

زارا اپنا بیگ اٹھائے نقاب کرتی ہوئی کالج کے خارجی دروازے کی طرف بڑھ گئی

- - - - - - - - - - -

زارا اور احمر کزنز تھے دونوں ساتھ پلے بڑھے دونوں میں بہت گہری دوستی تھی ایک دوسرے کا حد سے زیادہ خیال رکھنے والے دوست اور اب وہ دونوں ہی ایک کالج میں پڑھتے تھے

باہمی محبت دوستی کو شاید کسی کی نظر لگ گئی اور دونوں خاندانوں کا شدید جھگڑا ہوا اور تمام رشتے ناطے توڑ دیے گئے مگر دل کہاں مانتا ان فیصلوں کو دل تو اپنی من چاہی راہ کا مسافر ہوتا ہے
بڑوں کی نفرتوں کے درمیان انکی محبت پروان چڑھتی رہی۔
امی میں آپکو کہہ رہا ہوں کہ میں زارا کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کروں گی اگر زارا نہیں تو کوئی بھی نہیں آپ.بس جلد از جلد پھوپھو کی طرف رشتہ لے کے جائیں
احمر تمہارا دماغ تو نہیں خراب کیا کہہ رہے ہو تم کیا تم بھول گئے ماضی کو میں اور تمہارے بابا کبھی بھی اس رشتے کے لیے نہیں مانیں گے چاہے کچھ بھی ہو جائے کچھ بھی کرلو تم تمہاری شادی وہیں ہوگی جہاں ہم چاہیں گے زارا سے شادی کا خیال تم اپنے دل سے نکال دو
ٹھیک ہے امی اگر آپکا یہی فیصلہ ہے تو میرا فیصلہ بھی سن لیں میں صرف اور صرف زارا سے شادی کرونگا ورنہ کبھی بھی شادی نہیں کروں گا۔ احمر غصے میں کہتا ہوا باہر نکل گیا
زارا۔۔۔۔ زارا میری بات تو سنو میں نے گھر بات کی تھی دھمکی بھی دی انکو اور اپنا فیصلہ بھی سنا دیا کہ میں صرف تم سے ہی شادی کرونگا میرا وعدہ ہے تم سے، کیوں ناراض ہو رہی ہو تم مجھ سے یار تم تو مت کرو ایسا پلیز ساتھ دو میرا ہمت بنو میری نا کہ ایسے رو رو کہ میری کمزوری بنو میں کہہ رہا ہوں نا کہ میں تمہیں کبھی بھی اکیلا نہیں چھوڑونگا
احمر میرا دل پھٹ رہا سوچ سوچ کہ اگر ہم مل نا پائے تو کیسے رہوں گی میں تمہارے بغیر میں، تمہارے علاوہ میں نے کسی اور کا کبھی سوچا بھی نہیں مجھ میں حوصلہ نہیں ہے تمہیں کھو کے جینے کا
زارا تم یقین رکھو مجھ پہ ہم ساتھ جئیں گے انشاللہ تم اب رونا بند کرو اور نماز ادا کر کے دعا کرو میں اب فون رکھتا ہوں
اففف خدایا پھوپھو جان کی اتنی زیادہ کالز اللہ خیر کرے کہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہو گیا انہوں نے پہلے تو کبھی ایسے

کالز نہیں کی تھی احمر فون چیک کرتا ہوا خود سے ہمکلام تھا کوئی انجانا سا خوف لاحق تھا اسے۔ احمر نے فائقہ بیگم (پھوپھو) کا فون نمبر ملایا دو تین بیلز کے بعد فون اٹھا لیا گیا
دوسری طرف سے فائقہ بیگم کی روتی ہوئی آواز احمر کے کانوں تک پہنچی بیٹا احمر وہ زارا۔۔۔۔زارا کو۔۔۔کیا ہوا پھوپھو جان کیا ہوا زارا کو پلیز بتائیں نا مجھے۔۔۔وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔بیٹا زارا ٹھیک نہیں ہے وہ رات کو بے ہوش ہو گئی تھی میں اسے لے کے ہسپتال آئی ہوں تمہیں بارہا فون کیا مگر تم نے اٹھایا ہی نہیں۔
پھوپھو جان میں سو گیا تھا مجھے پتہ نہیں چلا آپ بتائیں کہ آپ کس ہسپتال میں ہیں میں ابھی ہی آتا ہوں۔
احمر نم آنکھوں سے ڈرائیو کرتے ہوئے دل سے دعا کر رہا تھا کہ زارا کو کچھ بھی نہ ہو وہ جلد از جلد ٹھیک ہو جائے۔
دل تھا کہ ہزار خدشوں کی زد میں تھا ہسپتال جانے سے پہلے اس نے مسجد کا رخ کیا دو رکعت نفل ادا کر کے روتے ہوئے ہاتھ اٹھا کہ دعا کرنے لگا یا اللہ آج تک میں نے آپ سے کچھ نہیں مانگا اللہ پاک زارا کو صحت عطا کر دعا کرنے کے بعد احمر ہسپتال گیا تو اسے آئی سی یو کے باہر فائقہ بیگم دکھائی دیں جو پریشانی کے عالم میں آنکھوں میں آنسوں لیے کھڑی تھیں احمر انکے پاس گیا
پھوپھو میں آگیا ہوں آپ پریشان مت ہوں کچھ نہیں ہو گا زارا کو وہ بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی ہنستی مسکراتی ہمیں تنگ کرتی ہمارے ساتھ ہو گی حوصلہ رکھیں آپ
ایکسکیوز می۔۔۔آپ میں سے پیشنٹ زارا کے ساتھ کون ہیں۔ جی میں ہوں میری بیٹی ہے زارا فائقہ بیگم نے جواب دیا
جی ٹھیک ہے آپکو ڈاکٹر صاحب نے اپنے کمرے میں بلایا ہے۔
یا اللہ خیر ہو فائقہ بیگم خود سے گویا ہوتے ہوئے نرس کے پیچھے چل دی
ڈاکٹر صاحب مہربانی کر کے ہمیں بتائیں نا زارا کو کیا ہوا ہے کیسی ہے اب وہ خطرے کی تو بات نہیں وہ ٹھیک تو ہو جائے گی نا؟؟

اب کی بار احمر نے بے چینی سے ڈاکٹر سے پوچھا

مجھے بہت معذرت اور افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ میرے پاس آپکے لیے کوئی اچھی خبر نہیں ہے زارا کو برین ٹیومر ہے ۔ ہمیں بہت دیر سے پتہ چلا ہے لیکن بروقت علاج سے ٹھیک ہو سکتی ہے ایم سوسوری

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ڈاکٹر صاحب ایسا نہیں ہو سکتا اچھی بھلی تھی میری زارا نہیں ایسا کیسے احمر تم بتاو نا ڈاکٹر صاحب کو میری زارا کو کچھ نہیں ہوا ٹھیک ہے وہ ٹھیک ہے میری زارا فائقہ بیگم روتے ہوئے احمر سے مخاطب ہوئیں

دیکھیں ڈاکٹر صاحب یہ بھی تو سکتا ہو آپکو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو رپورٹس غلط آئی ہوں وہ تو بلکل ٹھیک تھی اب اچانک سے برین ٹیومر نہیں یہ نہیں ہو سکتا

دیکھیں جناب ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی ہمارا روز کا کام ہے آپ چاہیں تو کسی اور ہسپتال سے ٹیسٹ کروا لیں

آپ لوگوں کو ہمت سے کام لینا ہو گا ہمارے پاس وقت بہت کم ہے وقت پر علاج شروع نا ہوا تو زارا کی جان بھی جا سکتی ہے ویسے بھی اس علاج میں جان جانے کے بھی چانسز ہوتے ہیں باقی اب آپ پر منحصر ہے

ڈاکٹر صاحب کچھ بھی کر کے میری زارا کو ٹھیک کر دیں وہ میری اکلوتی اولاد ہے میں اسے کھونے کا دکھ نہیں سہہ پاوں گی خدارا کچھ تو کجئیے ڈاکٹر صاحب

ہم زارا کی خاطر سب کچھ کریں گے مہنگے سے مہنگا علاج کروائیں گے ضرورت پڑی تو میں اسے بیرون ملک علاج کے لیے لے جاؤں گا ڈاکٹرز بلوالوں گا احمر آنسو آنکھوں میں لیے بولا

اسکی ضرورت نہیں حال ہی میں ڈاکٹرز کی ایک ٹیم امریکہ سے ادھر آئی ہے میں ان سے ٹائم لے لیتا ہوں ہمیں فوری علاج شروع کرنا ہو گا آپ لوگ آپریشن کے لیے اجازت نامے پر دستخط کر دیں اور باقی ضروری کاروائی کریں تاکہ ہم جلد علاج شروع کریں ۔ اور ابھی آپ پیشنٹ سے مل لیں اور انہیں حوصلہ دیں یاد رہے

کہ کسی بھی قسم کی ٹینشین نہیں دینی ، انہیں بتائیں کہ چھوٹا سا آپریشن ہوگا اور وہ جلد صحت یاب ہوجائیں گی انشاللہ

فائقہ بیگم کانپتے ہوئے ہاتھوں سے دستخط کرنے کے بعد ہسپتال کے کمرے میں داخل ہوئیں جہاں بیڈ پر زارا نیم بیہوشی کی حالت میں لیٹی ہوئی تھی

کیسی طبیعت ہے اب میری بیٹی کی فائقہ بیگم نے چہرے پہ مصنوعی ہنسی سجاتے ہوئے کہا

امی کیا ہوا تھا مجھے میں یہاں ہسپتال کیسے آئی

کچھ نہیں ہوا چندہ بس تھوڑی سی تمہاری طبیعت بگڑ گئی تھی اس لیے میں تمہیں ہسپتال لے آئی

کیا امی آپکو ابھی تک جھوٹ بولنا بھی نہیں آیا آپکی آنکھیں آنسوں سے بھری پڑی ہیں آپ کچھ چھپا رہیں ہیں نا مجھ سے احمر تم کیوں خاموش سر جھکائے کھڑے ہو کیا ہوا پلیز مجھے کچھ تو بتاؤ مجھے گھبراہٹ ہو رہی

احمر تمہیں میری قسم بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے تم لوگ کیوں پریشان کھڑے ہو بتاؤ مجھے امی ۔ ۔ ۔ احمر بولیں نا

زارا ۔ ۔ ۔ وہ تمہیں ۔ ۔ برین ۔ ۔ ۔ برین ٹیومر ہے احمر نے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بتایا

مگر تم پریشان مت ہو تم ٹھیک ہو جاؤ گی اللہ کا شکر ہے بروقت پتہ چل گیا ہے تمہیں ٹینشین بلکل بھی نہیں لینی حوصلہ رکھو ہمت کرو میری ڈاکٹر سے بات ہوئی وہ آپریشن کریں گے اسکے بعد تم بلکل ٹھیک ہو جاؤ گی

احمر تم مجھے یا خود کو جھوٹی تسلی دے رہے ہو نا میں مرجاوں گی نا میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے نا امی بولیں نا ایسا ہی ہے نا

فائقہ بیگم نے زارا کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ماتھا چومتے ہوئے کہا نہیں میری بیٹی تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گی کچھ نہیں ہوگا تمہیں

اچھا اچھا بس اب پھوپھو آپ رات سے ادھر ہیں گھر جائیں کھائیں کچھ اور تھوڑا سا آرام کرلیں میں ہوں نا ادھر آپ مجھے فون کر دینا میں ڈرائیور کو بھیجوں گا وہ آپکو لے آئے گا نہیں احمر بیٹا میں کیسے آرام کر سکتی جب میری

بیٹی ٹھیک نہیں پھوپھو آپکو پہلے خود سنبھلنا ہے اور پھر زارا کو حوصلہ دینا ہے زارا جو کہ دوائیوں کے زیر اثراب نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی

بیٹا میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی زارا کو اس میں تو میری جان بستی ہے کچھ عرصہ پہلے اسکا باپ مجھے تنہا چھوڑ گیا اور اب یہ بیمار پڑ گئی یا اللہ مجھ ناچیز پر رحم کر۔ آمین پھوپھو اکیلی کہاں ہے وہ میں ہوں نا ساتھ آپ زرا سا آرام کر لیں میں پاپا کو فون کر کے بتاتا ہوں اور ڈرائیور کو بھی بلاتا وہ آپکو گھر چھوڑ آئے گا

احمر میری زندگی کا سب سے بڑا خواب تمہارے سنگ جینا تھا زندگی کی آخری سانس بھی تمہارے سنگ لینی تھی اپنے نام کے ساتھ تمہارا نام جوڑنا تھا مگر شاید میری قسمت میں یہ سب تھا ہی نہیں میرے خواب ادھورے رہنے تھے میں اپنے خوابوں کی کرچیاں اپنے ساتھ لیے مٹی تلے دفن ہو جاوگی

بسس چپ زارا پاگل ہو تم کیا بھروسہ رکھو اللہ پہ کچھ بھی نہیں ہوگا تمہیں اور میرا وعدہ ہے ہم ساتھ جئیں گے ہسپتال سے فارغ ہوتے ہی شادی کر لینی پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک ہو جائیں گے بس تم ہمت مت ہارو مجھے ویسے بھی ایسی ہاری ہوئی زارا نہیں چاہیے ہمت اور حوصلے سے ہر مشکل کے سامنے ڈٹ جانے والی زارا چاہیے احمر خود پہ ضبط کیے ہوئے تسلیاں دے رہا تھا زارا کو اور شاید خود کو بھی۔

باری باری زارا سے ملنے کے بعد اب زارا کو آپریشن تھیٹر لے جایا گیا تو احمر نے ہسپتال میں موجود چھوٹی سی مسجد کا رخ کیا مسجد میں داخل ہوتے ہی سجدے میں گر کر بلک بلک کر بچوں کی طرح رونے لگا پھر ہاتھ اٹھا کر لگاتار روتے ہوئے دعائیں کرنے لگا یا الہی اس معصوم سی شرارتی لڑکی کو زندگی کی طرف لے آئیں یا اللہ زارا کا آپریشن کامیاب رہے مجھ میں اسکی تاحیات جدائی سہنے کا حوصلہ نہیں اللہ پاک اسے صحت و تندرستی دے اللہ تیرے در سے کوئی خالی نہیں گیا اللہ! میں بھی آج بھکاری بن کہ آپکے در پر آیا ہوں یا اللہ پاک! میری جھولی میں زارا کی زندگی اور خوشیاں ڈال دے اللہ پاک رحم کریں۔

دعا سے فارغ ہو کر وہ جب واپسی کے لیے مڑا تو سامنے اسکی والدہ ریحانہ بیگم اور والد فاروق صاحب کھڑے تھے
احمر بھاگ کر اپنے باپ کے گلے لگ کر رونے لگا دیکھیں نا بابا کیا ہو گیا زارا کو

ریحانہ بیگم نے احمر کی کمر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا بیٹا پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو جائے ہماری زارا بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی اب بچوں کی طرح رونا چھوڑو اور چلو ادھر آپا اکیلی ہیں انہیں ہماری ضرورت ہے

وہ تینوں آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑی فائقہ بیگم کے پاس آئے اور انہیں حوصلہ دیا تب ہی ڈاکٹر صاحب باہر آئے

مبارک ہو بہت بہت آپکی بیٹی کا آپریشن کامیاب رہا ہے وہ اب بلکل ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب نے مسکراتے ہوئے خبر سنائی اور چل دیے

اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے میری بچی کو نئی زندگی عطا کی ان چاروں کے چہرے اب خوشی سے نہال تھے خاص کر احمر کا چہرہ جہاں کچھ دیر پہلے اداسی مایوسی اور غمی کے سائے لہرا رہے تھے وہیں اب خوشیوں کے پہرے تھا۔

زارا کو روم شفٹ کر دیا گیا جب اسے ہوش آیا تو سب سے پہلے احمر اس سے ملنے کے لیے گیا

لیسی ہو میری فیوچر وائف دیکھ لو کہا تھا نا تمہیں کچھ نہیں ہو گا میرے ہوتے ہوئے بھلا کچھ ہو سکتا تھا تمہیں بہت دعائیں کی اللہ سے بہت رو کے مانگا تمہیں اللہ سے اور آخر کار تقدیر کو مجھ پہ رحم آ ہی گیا

ویسے آپس کی بات ہے بہت ستایا ہے تم نے مجھے ، بہت رلایا ہے مجھے .بس اب زرا جلدی سے فارغ ہو جاو ہسپتال سے پھر تم سے گن گن کے بدلے لوں گا

زارا احمر کی باتیں سن کر مسکرا رہی تھی

اور ہاں اک اور بھی خوشخبری ہے وہ یہ کہ ماما اور بابا مان گئے ہیں ادھر ہی ہیں ہسپتال میں آئے ہوئے تمہیں دیکھنے

سچ۔۔۔۔احمر کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟؟

جی جی بلکل احمر سچ کہہ رہا پیچھے سے جانی پہچانی نسوانی آواز سنائی دی جو کہ ریحانہ بیگم کی تھی

ریحانہ بیگم فاروق صاحب اور رفائقہ بیگم ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔

ریحانہ بیگم آگے بڑھ کے زارا کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگیں جلدی سے فارغ ہو کر گھر شفٹ ہو جاو تاکہ میں بھی جلد از جلد اپنی بہو کو اپنے گھر لا سکوں

ریحانہ بیگم کی بات سے سب کے چہرے کھل اٹھے تھے۔ آج ایک لمبی آزمائش کے بعد خوشی کا دن تھا زارا اور احمر کے لیے کیونکہ آج سبھی رنجشیں نفرتیں انکی محبت کے آگے مات کھا چکی تھیں۔ آج احمر اور زارا کی بے تحاشہ دعائیں رنگ لا چکی تھیں

ریحانہ بیگم نے اب احمر کے ہاتھ میں زارا کا ہاتھ تھما دیا تھا۔ جواب عمر بھر ساتھ رہنے والا تھا

قسمت

ریحان احمد

میں اپنے دوست کی شادی میں شرکت کے لیے بہت دیر سے پہنچا تھا۔
وہاں پر طوفان بدتمیزی برپا تھی۔ جسے عوام الناس نے کھانے کا نام دیا ہوا تھا۔
میں ساتھ میں لفافہ نہیں لا سکا تھا۔
لاتا بھی کیسے کھانے کے پیسے میرے پاس تو تھے نہیں۔

اور

نہ اپنے دوست کو پچاس ساٹھ روپے دے کر خاموش کر سکتا تھا۔
اسی لیے میں نے آہستہ آہستہ کھانے کی دیگوں کی طرف رخ کرنا شروع کیا۔
وہاں پر چاروں طرف نظریں گھما کر دیکھ رہا تھا کہ کہیں میرا دوست مجھے پکڑ نہ لے۔ اسی مشغلے میں مصروف میں گھومتا ہوا ایک لڑکی سے جا ٹکرایا۔
ان سے نگاہیں ملیں تو میرے دل میں حسین جذبات امڈ آئے۔ میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔
میں انہیں بے فکری سے دیکھ رہا تھا۔ مجھے پتا تھا کہ میرا دوست مجھے آ کر ان لڑکیوں کے حملوں سے بچا لے گا۔
میں انہیں دیکھ رہا تھا اور تمام لڑکیاں میرے اوپر اردگرد چلا رہی تھیں۔
مجھے ان کی کوئی فکر نہیں تھی۔ کہ اچانک پیچھے سے میرا دوست آیا اور میری گریبان پر ہاتھ ڈال دیا۔
"تیری جرأت کیسے ہوئی، میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی؟؟؟"
اس کے الفاظ میرے ذہن میں گونجے اور سارے خواب چکنا چور ہو گئے۔
مجھے میرے ہی دوست نے میرج لان سے باہر دھتکار دیا اور میں اپنی قسمت کو کوسنے لگا۔

اسے ڈھونڈ لا

زبیر حمزہ

فقط اک کرم مرے رہنما! اسے ڈھونڈ لا
جو بچھڑ کے پھر نہ کبھی ملا ، اسے ڈھونڈ لا

بڑی مدتیں یہاں خار اگے ، مگر اب صبا!
میرے گلستان میں گل کھلا ، اسے ڈھونڈ لا

جو مجھے عداوتیں زندگی سے ہیں ختم کر
کسی ڈھب نبیڑ معاملہ ، اسے ڈھونڈ لا

یہ جو آس پاس ہجوم ہے اسے کیا کہوں؟
وہ جو میرا درد شناس تھا ، اسے ڈھونڈ لا

دلِ بے خبر! یہاں ہر قدم پہ ہیں وحشتیں
میری بات سن ،اسے ڈھونڈ لا اسے ڈھونڈ لا

بھلے منزلوں کا پتا نہ دے ، مگر اتنا کر
جو غبار وقت میں کھو دیا ، اسے ڈھونڈ لا

محبت معجزے جیسی

مہوش شہزادی

عشق

میں تجھے کس طرح لکھوں جاناں
روز اک رنگ تو بدلتی ہے
تو کبھی عشق اوڑھ لیتی ہے
کبھی تو حسن والوں کو مات دیتی ہے
کبھی تو اداس ہو کے شہر پورا
ادسیوں میں دھکیل دیتی ہے
کبھی بن سنوار کے آئینے کو
اپنا مرید بنا لیتی ہے
اپنے ہونٹوں کی ہسی پہ غور کرو،
یہ مجھے عشق سیکھا دیتی ہے،
گالوں کو چومتے جھمکے تیرے،
کسی طوفان کے آنے کا پتہ دیتے ہیں،
یہ جو ہونٹ کے پاس تل ہے تیرا
حسن کو اور بڑھا دیتا ہے
میں تو اکثر یہ سوچتا ہوں دلربا
اتنا حسن کیوں خدا، حسن والوں کو دیتا ہے

علیزے بہت خوبصورت لڑکی ہے، حقیقتوں کی دنیا میں خوابوں سے معصوم چہرے والی جس کی آنکھیں خدا نے پاکیزگی کی مٹی سے سنواری ہیں، اگر اسے قابل عشق کہا جائے تو بھی اسکے حسن کے دیوان کا ابھی ایک باب ہی کھلے گا، ، اسکے ماں باپ شہر میں رہائش پذیر ہیں اور علیزے اپنے ننیھال کے ساتھ ایک دلفریب مناظر سے بنے گاؤں میرپور میں رہتی ہے اسکی طرح اسکا گاؤں بھی خوبصورتی کی منہ بولتی تصویر ہے ہرے بھرے کھیتوں میں جھومتی فصلیں برف سے ڈھکی سبز پتوں کی بیلیں اونچے اونچے پہاڑ اور ان کے وسط میں بہتا جزیروں جیسا پانی، گلوں سے باتیں کرتی وادیاں اور پھولوں پہ منڈلاتی ست رنگی تتلیاں، آکاش پہ چمکتا آفتاب، جب بھی صبح کا پیغام دیتا تو پرندے قاصد بن آتے اور آج پھر سے حسب معمول وہ پرندے اور چھوٹی سی چیڑیا اپنی علیزے کے کمرے کی کھڑکی میں آبیٹھی اور اپنی چہکارسی علیزے کو ایک نئے دن کی خوش خبری دی اسکی وہ صبح کی میٹھی سی چہک علیزے کی سماعتوں سے ٹکرائی، اور اس نے نیندوں کی وادیوں میں خوابوں کی

مخملوں کو الوداع کہا اور اپنی نیند کے خمار میں چور کالی گھنی پلکوں کو کھول کر ایک اور دلنشیں صبح کو خوش آمدید کہا ! اسکے بیڈ کے بیچ میں بند ناگنی زلفوں کی وہ آوارہ چند لٹیں اسکے حسن کو چار چاند لگاتی ہیں، وہ جلدی سے بیڈ سے اٹھی اور کھڑکی کو چھپائے ہلکے گلابی رنگ کے پردوں کو ہٹایا اور کھڑکی کھول کے صبح کی تازہ ہوا کو چھونے کے لیے اپنے مخملی ہاتھ کو کھڑی سے پلٹی امر بیل کی شبنم میں نہائی بیل کے پتوں کو چھوا اور پھر اس کے پتوں سے ٹپکتے اوس کے قطروں کو اپنے ہاتھ کی پوروں سے چن کے اپنا ہاتھ جھٹک دیا اور اپنی خمار بھری آواز میں صبح کو صبح بخیر کہا، اسکے ہونٹ ایک پر مسرت سی مسکراہٹ سے کھل اٹھے جیسے گلاب کی کلی کھل اٹھی ہو، وہ خوش تھی کے اسے ایک اور۔ صبح ملی جینے کے لیے، پھر چند منٹ وہ کھڑکی کے سامنے کھڑی رہی اور پھر فریش ہونے چلی گئی۔

السلام و علیکم بڑی بہو ! کرن نے کچن میں آتی رباب بیگم کو دیکھتے کہا ،و علیکم السلام کیسی ہو کرن ؟اور بتاؤ خالہ اماں بی کیسی ہیں،؟؟۔ رباب بیگم نے فروٹ فریج سے نکالتے ہوئے کرن سے سوال کیا۔ شکر ہے بڑی بہو ! اللہ کا کرم اماں اب بہتر ہیں، مرے ساتھ آنے پر اصرار کر رہی تھی، ماشاء اللہ اللہ زندگی دے انہیں، نانا ابھی انہیں آرام کرنے دو، رباب بیگم بولی جی بڑی بہو ! میں بھی تو یہی کہتی ہوں، لیکن وہ کہتی ہیں انہیں آپ سب سے ملنا ہے، علیزے پرسوں مجھے چھوڑنے گئی تھی تو وہ بہت خوش ہوئی تھی، کرن نے ان کی بات سے اتفاق کیا اور ماں کی خوشی کے تاثرات بیاں کیے ویسے تمہاری علیزے ابھی جاگی نہیں کیا؟؟؟، آج تھوڑا سکون نہیں ہے گھر میں؟؟؟، جاؤ تم اسے دیکھو طبیعت تو ٹھیک ہے !ہماری آفت کی اور ہاں یہ جوس بھی امی جان کو دے آو، رباب نے ٹرے کرن کو پکڑتے ہوئے کہا،! ٹن ٹانانا !!! ہائے گڈ گڈ گڈ والا مارننگ ہاں کسی نے مجھے یاد کیا تھا شاید،؟؟؟ میں آگئی ویسے کیا کھچڑی پک رہی تھی میرے خلاف، علیزے اپنے ڈوپٹہ کو کندھے پہ سیٹ کرتی چہکتی ہوئی کچن میں داخل ہوئی؛ اتنی جلدی تو موت کا فرشتہ بھی نہیں آتا جتنی جلدی مس آپ آتی ہو اور آپ کے خلاف بات کر کے ہم نے اس گھر سے نکلنا ہے کیا ! ہماری اتنی مجال کہاں علیزے علی شاہ کو کچھ کہیں، کرن نے اپنی ہنسی کو دباتے ہوئے فوراً جواب دیا ! یہ چیز ! ویسے صبح صبح میرا پسندیدہ جوس لے کے کہاں فرار ہو رہی ہو چھمک چھلو ! علیزے نے گلاس ٹرے سے اٹھاتے ہوئے کہا :آپ ہمیں فرار کہاں ہونے دیتی ہیں، دیکھیں آپ نے اغواء کر بھی لیا، کرن نے منہ بسورتے ہوئے کہا اووو وومری جانم کیا ہوا آخر ایک فوجی کے دل کی دھڑکن ہو کوئی مذاق تھوڑی ناں ہے ایسے کیسے اپنے ساتھ ظلم ہونے دوں اس سے گلاس ہونٹوں سے لگاتے ہوئے، فخریہ انداز سے کہا! باجی فوجی اللہ ہی اس فوجی پہ رحم کرے جسے یہ بلا ملے گی، کرن نے ٹرے ٹیبل پہ رکھ کے دوسرے گلاس کی طرف ہاتھ بڑھایا، اووو سڑی حسینہ ! رحم تو تجھ پہ میں بعد میں کرتی ہوں۔ پہلے میں نانو کو جوس دے آؤں، دیکھ میں پھر جیت گئی آج بھی نانو مرے ہاتھ سے ہی جوس پئیں گی وہ بھی میرا میٹھا کیا ہوا، علیزے نے پر خوش انداز سے کہا اور جلدی سے ٹرے میں گلاس رکھ کے کرن کی بے بسی کا مزہ لیا، بڑی بہو ! آپ یاد نہیں کروا سکتی تھی دیکھیں میں آج پھر ہار گئی اب سارا دن علیزے مذاق اڑائیں گی میرا، کرن چولہے کے پاس کھڑی رباب بیگم سے شکوہ کو کرن افسردگی میں بولی اور رباب بیگم پراٹھے کی سائیڈ بدلتے ہوئے ان کی صبح نوک جوک سے لطف اندوز ہوتی نظر آرہی تھی، اچھا چل بس کر اب جا یہ ناشتہ لگا دو ٹیبل پر رباب نے ایک نظر کرسی پہ منہ بسورے بیٹھی کرن کی طرف دیکھا، اچھا کچھ نہیں ہوتا اب اٹھ جا، اٹھ جا اب۔ رباب نے پیار سے اسے حکمیہ انداز میں کہا کرن بنا کچھ کہے اٹھی گی، اور کام کرنے لگی۔

السلام و علیکم نانو صبح بخیر، یہ لیں جی جوس حاضر ہیں ! اس نے جوس کا گلاس عفت بی کے ہاتھ میں تھماتے ہی پیار سے دوسرے ہاتھ پہ بوسہ دیا اور عفت بی کے پاؤں میں ہی بیٹھ گئی،

مری پیاری بیٹی، ماشاء اللہ سے کتنی بڑی ہو گئی ہے، کل رات تیرے ابا کا فون آیا تھا، عادل کی شادی کے بعد وہ کہہ رہا تھا کہ تجھے شہر ہی لے جائے گا، عفت بی نے پیار سے علیزے کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا، نانو مجھے نہیں جانا شہر ! وہاں مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے، وہاں یہ یہ تازہ فضا نہیں ملتی ناں، اور سب سے بڑھ کے یہ نانو نہیں وہاں، علیزے نے معصومیت سے کہا، ہاں ہاں یہ کیوں جائیں گی، وہاں کوئی نہیں نا ایسا جس کا دماغ کھائیں یہ، کرن نے چائے کی کیتلی ٹیبل پہ رکھتے ہوئے چلا کر بولی۔

اوئے سڑی حسینہ ! ترا دماغ کھا کے میں نے اپنے دماغ کا ہاضمہ خراب نہیں کرنا، اور ویسے سوچنے کی بات ہے آپ کے پاس دماغ نام کی کوئی چیز بھی موجود

ہے ؟؟؟ ، وہ گھٹنوں کو اپنے بازوں میں لے کر مزاح سے بولی ، الحمدللہ ہے ،، کرن غصے سے بولی نانواپ کو ہنسی نہیں آئی ، دیکھیں اب ایسی مخلوق بھی ایسی باتیں کریں گی ، اووو باجی ذرا پھر بتا کہ ایک خوبصورت لڑکی ہے اور بہت خوبصورت لڑکی ہے ، چلو بہت کو تھوڑا اور لمبا کرلو ، اور اسکی ایک سہیلی ہے وہ بہت سڑیل ہے بالکل تمہاری طرح تو بتاؤ کون پیاری ہوگی ، بتاؤ بتاؤ علیزے نے سوال کرتے ہی جواب طلب کیا ، کرن کو پتہ تھا کہ اس بار بھی پھنسے گی وہی ، تو اس نے منہ کے الٹے سیدھے زاویے بنا کر کہا سڑیل ، او تیری خیر کردی نا سڑیلیو والی بات ، علیزے زور سے ہنستی اور اسکی ہنسی کی آواز پورے ہال میں گونجی ، لو جی کرلو گل صبح صبح ایک نیا شگوفہ ۔ وہ ہنستی جارہی تھی اور کرن کو صبح صبح علیزے پہ غصہ آرہا تھا ارے ارے کیا ہوا ! شاہزادی بڑی چہک رہی ہے عدنان کے کمرے سے باہر آتے ہی یہ آواز اسکی صبح کو خوش گوار کرگئی ، ماموں جان وہ جلدی سے اٹھی اور عدنان کی طرف بھاگی اور جاتے ہی عدنان کے گلے لگ گئی ، عدنان نے پیار سے اپنی لاڈلی بھانجی کے ماتھے پہ بوسہ دیا ماموں جان ! وہ ہنستی ہوئی بولی ، جی جی کیا ہوا ، بتاؤ عدنان پیار سے بولا کچھ نہیں ہوا صاحب جی یہ تو ہمیشہ میرے ہی پیچھے پڑی رہتی ہیں ، کرن نے فوراً سے پہلے اپنی شمولیت کا احساس دلایا اور کچن میں چلی گئی ، میں ہی ملتی ہوں جب جی چاہتا ہے انسلٹ کردیتی ہیں میری اور پھر مسکے لگا کے منالیتی ہیں ، کرن بڑبڑاتے ہوئے کچن میں آئی ہائے ہائے کیا ہوا ، پھر ہوگئی لڑائی تم دونوں کی کیا ؟؟؟ رباب نے تعجب سے پوچھا جو کچن سے باہر جارہی تھی جائیں آپ بھی مجھے نہیں کرنی بات کسی سے بھی کرن کڑوی بولی اچھا جی ۔ نا کرو بات رباب نے اس کے سر پر ہلکے ہاتھ سے تھپڑ لگایا ، اور باہر چلی گئیں باہر علیزے ساری باتیں الف سے ب تک ماموں کے گوشہ گزار کررہی تھی ،

ماموں مجھے نہیں جانا شہر ، پلیززز آپ ابو سے بات کریں ناں ، وہ معصومانہ انداز میں بولی ، ناجانا کون بھیج رہا ہے تمہیں و ! پہلے اپنی سڑی حسینہ کو تو دیکھ لو روٹھی بیٹھی ہے ، رباب بیگم نے ماموں بھانجی کی باتوں میں خلل ڈالا ،

اووو مری پیاری ممانی ، اوکے ، زرینہ ، اور عادل بھائی نہیں آئے ابھی آپ انہیں بلائیں اور ناشتہ کریں میں تو آج حسینہ کے ساتھ ہی کروں گی ناشتہ ، علیزے نے پیار سے رباب بیگم کی گال پر بوسہ لیا اور کچن کی طرف بڑھی ۔

یہ ہے افضل شاہ ہاؤس ، افضل شاہ کے دو بچے تھے عدنان شاہ ، اور عینا شاہ ، عدنان شاہ کی شادی اپنے تایازاد رباب اظہر سے ہوئی ، ان کے دو بچے تھے عادل شاہ اور زرینہ شاہ ،، عینا شاہ کی شادی اسکے خالہ زاد علی شاہ سے ہوئی ان کے تین بچے ہیں عنیزہ علی شاہ ، اور دانیال علی شاہ اور ایک یہ آفت علیزے علی شاہ ، عینا کی شادی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد افضل شاہ اس دنیا سے چلے گئے اس وقت دانیال ، اور عادل پانچ ، چھے برس کے تھے ، یہ صدمہ سب کے لیے بہت بڑا تھا اور چند برس بعد علیزے علی شاہ اس دنیا میں آئی علیزے کی پیدائش میرپور میں ہی ہوئی ، اور وہ اسی گاؤں کی ہو کے رہ گئی ، علیزے جب دو ماہ کی ہوئی تو عینا اپنے گھر واپس چلی گئی لیکن جاتے ہی علیزے کی طبیعت بگڑ گئی ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ بچی شہر کی ہوا میں پرسکون نہیں اسکی صحت کے لیے تازہ فضا ضروری ہے ، تو اس وقت رباب بیگم نے اسے اپنی گود لیا اور میرپور آگئی شاید یہی وجہ تھی کے اس کے مزاج میں گاؤں بسا تھا اسے شہر سے عجیب وحشت سی ہے ، علیزے جب پانچ سال کی تھی تو اللہ نے رباب بیگم اور عدنان کو بھی پیاری سی گڑیا عطا کی اور اس کا نام علیزے نے رکھا زرینہ شاہ ، یہ چھوٹی سی فیملی اپنے حقیقی رشتوں کے ساتھ گہری انسیت رکھتی ہیں اور آج بھی بند مٹھی کی طرح ایک دوسرے سے جڑے ہیں ، عنیزہ علی شاہ کی شادی ، اسکی پھوپھو کے بیٹے خرم سے ہوئی ابھی چار سال ہی ہوئے ہیں اور ان کا ایک پیارا سا بیٹا ارحم ہے جو ابھی بولنا سیکھ رہا ہے ، اور دانیال کی منگنی اسکی کلاس فیلو سدرہ سے طے پائی ہے اور عدنان کے بیٹے عادل کی شادی میں بس ایک دن باقی ہے اور عادل اپنی دلہنیا کو اپنے ماموں کے گھر سے چرانے جائیں گے ، علیزے بھی پڑھائی سے فارغ ہوچکی ہے اور پر خوش طریقے سے شادی کی تیاریوں میں مشغول نظر آتی ہے ، یہ خوابوں میں رہنے والی سی لڑکی کا ایک ہی خواب ہے کہ اسکا ہمسفر ایک فوجی جانباز ہو ، جو خود آکے اس سے اظہار محبت فرمائے ، اور علیزے یہ بات کر کر کے اپنی ملازمہ کرن کو ستاتی ہے ، کرن ہے تو ان کے گھر کی ملازمہ لیکن ان دونوں کا بچپن ساتھ گزرا ہے سکول لائف بھی تو یہ کہنا غلط نہیں ہوگا یہ بہت اچھی دوستیں بھی ہیں ، ۔ وہ بالکل ایک فرد کی حیثیت سے اس گھر میں رہتی ہے ، دونوں مل کے گھر تمام کام کرتی ہیں ان کے درمیان ہمیشہ ہلکی پھلکی نوک جھوک چلتی رہتی ہے ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتیں دونوں سب جانتے ہیں ان کی دوستی پہ تو سب رشک کرتے ، اور اب تو شادی کی

شاپنگ بھی ایک ساتھ کر رہی ہیں۔

اے صبح بہاراں کی کرن
مخملی ترا سر مئی بدن
گلوں کی خشبوؤں سے مہکتا
ترے لہجے کا بانک پن
تری زلفوں کا رنگ چراتی فلک کی گھٹائیں،
چھیڑخانی کرتی تجھے ستاتی
یہ فریبی ہوائیں چمن میں شور مچاتی
تری بلبل سی یہ بولی
اے میری حسن زادا اے میری جان جگر
اے وفا کی بولتی تصویر
مرے خوابوں کے گلستان میں
چھن چھن چلتی مورنی میری

خفا مجھ سے کیوں پھرتی ہو کیوں مجھ سے باتیں نہیں کرتی مری جان من، جان جاں چاہنے والوں کو تڑپایا نہیں کرتے اے پاگل لڑکی محبتوں سے کبھی روٹھا نہیں کرتے

واااہ واااہ واااہ واااہ کیا بات ہے علیزے کیا کہہ دیا تونے واااہ۔ وہ خود کو خود ہی داد دینے لگی

زیادہ مسکے نہیں لگاؤ علیزے میڈم ! کرن نے اسکے شاعرانہ انداز کو نظر انداز کیا، ہائے ظالم لڑکی ایسا بھی کیا کہہ دیا جو تم نے اس قدر خفا نگی کا اظہار کر رہی ہو، علیزے نے اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا ہر بار انسلٹ کرتی ہو پھر یہ سوری کہہ کے چپ کروا دیتی ہو، کبھی سڑی حسینہ کبھی کچھ کبھی کچھ، کرن نے ناراضگی کا مظاہرہ کیا اور اسے ہاتھ سے سائیڈ پہ کر کے پلیٹ میں کھانا رکھنے لگی، اوووو سوری بابا کان پکڑ لیے اب تو معاف کر دو علیزے اس کے سامنے آگئی، اور مش اکیلے اکیلے ناشتہ کرنے لگی ہو میں نے تو ابھی کچھ نہیں کھایا، وہ اس کے ہاتھ سے پراٹھے والی پلیٹ لے کے کرسی پہ بیٹھ گئی، تمہیں کیا ضرورت ہے، کھانے کی تم صبح سے کھا تو رہی ہو، دماغ میرا۔ اور اس کے برابر میں بیٹھتی ہوئی بولی اوووو بابا تمہارا دماغ ہے ہی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اتنے مزے کا کہ بس چھوڑو۔ ۔ اور ہسنے لگیں اور پھر دونوں نے ناشتہ کیا ممانی جان جلدی کریں میں ریڈی ہوں اور مما کی کال آئی ہے وہ بھی شام تک آرہی ہیں گھر مجھے ان کے آنے سے پہلے اپنی شاپنگ مکمل کرنی ہے کرن میرا گولڈن جوتا نہیں مل رہا مجھے وہی پہننا ہے وہ پورے گھر کو سر پہ اٹھائے سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی اور تقریباً نیچے پہنچ ہی چکی تھی، کہ اچانک اس کا پاؤں سلپ ہوا اور وہ چیخی نا نو، رباب اپنے کمرے سے بھاگی اور کرن لاؤنج سے گھبرائی ہوئی اندر آئی علیزے کو کسی کے مضبوط بانہوں نے تھام لیا جیسے کوئی شہزادہ اپنی شہزادی کو بچانے آگیا ہو، اسکے کھلے بال اسکے چہرے پہ بکھر گئے، کیا ہوا علیزے ! رباب بیگم نے کمرے سے نکلتے ہی تجسس سے پوچھا ! تو وہ اپنے ہوش سنبھالتے ہوئے سیدھی کھڑی ہوئی، ممانی پاؤں پھسل گیا تھا، وہ رونی صورت بنا کر بولی دھیان کہاں تھا تمہارا ٹھیک تو ہو ناں تم چوٹ تو نہیں لگی رباب نے علیزے کے چہرے سے بال ہٹاتے ہوئے پوچھا؟؟ نہیں ٹھیک ہوں میں، شکریہ مجھے بچانے کے لیے علیزے نے ایک نظر اس اجنبی کی طرف دیکھا، وہ سہمی سہمی جھکی پلکیں اور حیاؤں سے سرخ انگاروں سی گالوں پہ ظالم زلفیں کسی نیک پروین کو بھی گناہگار کرنے کو کافی تھیں، وہ مسلسل اسکو دیکھتا جا رہا تھا، اسکی بات سنتے ہی وہ جھٹ سے بولا، نہیں شکریہ کی کوئی بات نہیں، تکلف نہ کیجیے علیزے نے اسکی طرف دیکھا اور ہلکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائی اور وہاں سے چل دی سنیے دھیان سے چلا کیجیے ہر بار میں بچانے نہیں آسکتا، مصروف بھی ہو سکتا ہوں وہ طنزیہ انداز میں بولا، علیزے نے جب پلٹ کے اسکی طرف دیکھا تو اسکی کھلی ناگنی زلفیں ہر دل چرانے کو کافی تھیں،

علیزے نے اسکی طرف پوری آنکھیں کھول کے دیکھا، اور منہ میں بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی، شوخا ہی ہو گیا ہے نہ بچاتے میں نے کونسا دعوت نامہ لکھا تھا میں گرنے لگی ہوں، بچاؤ آ کے، السلام علیکم آنٹی میں امیر الباسط، دانیال کا دوست مجھے پتہ چلا دانیال کی شادی ہے تو میں بن بلائے مہمان بن کے آگیا، اس نے اپنا مختصر سا تعارف بتایا، اور اپنے آنے کی وجہ بتائی! جیتے رہو بیٹا، بن بلائے مہمان کیوں ایسا نہیں کہتے بیٹھو تم میں دانیال کو بھیجتی ہوں، رباب نے اسے بیٹھنے کا کہہ کے کرن سے چائے کا کہا، عادل نیچے آو بیٹا امیر الباسط آیا ہے، شہر سے۔ آیا ماں، چھت سے آواز آئی عجیب مخلوق ہے یار دماغ سے پیدل لگتا ہے، ایویں مفت میں شوخا ہو رہا تھا، بندہ پوچھے تمہیں کس نے کہا تھا مجھے بچانے کا، اور وہ قول تو لوگ بول ہی گئے ہیں نیکی کر دریا میں ڈال اگر تم نے بچا ہی لیا تو کونسا احسان کر دیا، موڈ کا ستیاناس کر دیا جاؤ یار مجھے نہیں جانا بازار، ویسے بھی بس مرا ایسَر رنگز ہی رہ گئے ہیں اور ہیل وہ میں صبح جا کے لے آؤں گی، آپ لوگ جاؤ، علیزے بولتی جا رہی تھی اسے اسفند پہ بہت غصہ تھا اور وہ ساری بھڑاس کرن پہ اتار رہی تھی، اور کرن چائے بناتے ہوئے بس علیزے کی طرف دیکھ کے ہنسی جا رہی تھی، ارے بابا بس کر دو ایک تو اس نے تمہاری جان بچائی اوپر سے باتیں بھی اسے کرن نے پیار سے کہا واااااااہ واااااہ جان بچائی ناں تو میں کوہ ہمالیہ کی چوٹی سے گری تھی ناں کھڑوس انسان اتنی پیاری لڑکی کے موڈ کا۔ کباڑ کر کے رکھ دیا، اور ررمس خیر ہی ہے تم اس کی اتنی سائیڈ کیوں لے رہی ہو کہیں دل ول تو نہیں آ گیا تمہارا اس کھڑوس پہ علیزے کے لہجے میں حیرت اور شرارت مشتبہ تھی

اوووو اللہ معاف کرے دماغ تو خراب نہیں ہو گیا، ویسے بھی مجھ جیسی کام والی پہ اس کا دل کیسے آسکتا ہے کرن کے لہجے میں افسردگی تھی ،بک بک شروع مر جا ہاں تو غریب ہے تو تجھ سے کوئی شادی ہی نہیں کرے گا مر جا اللہ کرے بھونکتی ہے میرے ساتھ مجھ سے بات نہ کری اب او کے علیزے۔ غصہ سے چیخی اور تیزی سے کچن سے باہر نکلی، اللہ کی ہونی کون ٹال سکتا ہے عادل اور امیر الباسط بھی اتفاقاً سامنے آ گئے علیزے جلاد کی طرح غصے میں تھی، کہ جا ٹکرائی امیر الباسط سے اور اس نے پھر سے اسے اپنی بانہوں کے حصار میں قید کر لیا تھا اس بار علیزے کے چہرے پہ ڈر نہیں حیرت تھی، وہ جان بوجھ کے یہ کر رہی تھی یا اس سے سب یہ ہو رہا تھا، وہ دونوں ہر چیز سے بے خبر ایک دوسرے کی آنکھوں میں لکھے محبت کے قصیدے پڑھ رہے تھے یوں لگ رہا تھا جیسے ساری کائنات رک گئی ہو، جیسے محبت کی، داستانوں میں نام ان کا لکھا جانے لگا ہو،

آفت آنکھیں، ظالم نظریں قتل کر دیں، جگر سب کے

افففف یہ پلکیں، واللہ زلفیں

چاند سا چہرہ، کوئل سی بولی

چوڑی کنگنا، مہندی جھمکا

پاؤں میں پائل کی چھنکار

آنکھوں میں اترا عشق کا طوفان

قسمت پہ رشکاں، حوروں کی ٹولی

ہما ترے پاؤں کو چومے

تتلیاں ترے ہاتھوں سے کھیلے

شہر کی ساری گلیاں تیرے

قدموں کی ہیں ترسی لگتی

آ مجھے تھوڑا عشق سیکھا دے

مجھے بھی تو خود سا بنا دے آہم آہم ممممم عادل نے ہلکی سی سرگوشی کی، اس کے ہونٹوں پہ ہنسی تھی، امیر الباسط نے جلدی سے اپنے برابر میں کھڑے عادل کو

شرماتی ہوئی نظروں سے دیکھا اور علیزے نے بھی گھبرائی ہوئی ایک نظر عادل کی طرف اٹھائی اور اپنے دوپٹے کا پلو سنبھالتے ہوئے چھت کی طرف بھاگی، اووووعلیزے ے ے ! پھنس گئی تو اب نہیں بچے گی، اور سن دھیان سے چلا کر عادل نے شرارت بھرے لہجے میں علیزے کو کہا وہ جاتے جاتے دو قدم ٹھہری اور عادل کی طرف بدلے لینے والی نظروں سے دیکھا اور اس کے برابر میں کھڑے باسط کی طرف نظر جاتے ہی وہ پلکیں جھکا کے بھاگ گئی، باسط علیزے کی حسن کے قفس میں پوری طرح پھنس گیا تھا، اب فرار کا کوئی راستہ ہی نہیں تھا، یا اللہ وہ کیوں سامنے باربار آ رہا ہے مجھے نہیں سوچنا اسے بالکل وہ نہیں، وہ پتہ نہیں کون ہے مجھے تو فوجی سے شادی کرنی ہے وہ تو عقل اور شکل سے ہی۔ نہیں نہیں شکل سے تو فوجیوں والی کشش رکھتا ہے، لیکن عقل سے علیزے اپنے آئینے کے سامنے کھڑی خود سے ہی باتیں کر رہی تھی عقل سے بھی فوجی لگتا ہے کہ دو اب یہ بھی، فوجی عقل سے پیدل ہی ہوتے ہیں، کرن بھی تو بنا بات کے نہیں رہ سکتی تھی، کمرے میں آتے ہی وہ بولی بک نہیں تجھے وہ لگتا ہے فوجی میرا فوجی پتہ کیسا ہوگا جب وہ سامنے آئے گا ناں مرے پسندیدہ نیلے رنگ کی شرٹ میں اس کے بائیں ہاتھ میں کھڑی ہوگی چہرہ ایسا کہ جیسے چاندنی سے منہ دھوتا ہو۔ اس کے ہونٹوں پہ ایک پیاری سی مسکراہٹ ہوگی، جسے لڑکیاں دیکھیں گی لیکن وہ صرف مجھے دیکھے گا، ہائے اور ہاں میں نے تمہیں کہا تھا ناں جس دن وہ مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کرے گا اس دن وہ ہم دونوں کے کپڑوں کا رنگ ایک ہوگا۔ جب ہم پہلے دن ملیں گے میں نے لائٹ پنک کلر پہنا ہوگا، اور وہ وائٹ شرٹ میں ہوگا، خوشی سے چہکتی ہوئی اچانک وہ چپ کر گئی اور حیرت سے اپنی طرف دیکھنے لگی، جی جی آگے بھی بولو ناں، جب تمہاری ملاقات ہوگی تو تم اسے کھڑوس کہو گی اور وہ تمہیں دل ہی میں پاگل کہے گا، اور تم غصہ کر کے ایسے ہی آئینے سے باتیں کرو گی بیٹا مان لے تراشہزادا آگیا ہے

اووووباجی چپ کرو وہ ایسا کھڑوس نہیں ہو سکتا پلیز زززجا میرے جوتے دے کہاں رکھے ہیں نہیں مل رہے مجھے سن اپنے وہ کا پر کلر کے لا دے ناں اچھے لگے گے وہ اس کے ساتھ۔ وہ پھر سے شاپنگ کے لیے تیار ہو گئی چلو ٹھیک ہے یار چلتا ہوں میں اب آنا جانا لگا ہی رہے گا ان شاء اللہ، باسط نے عادل سے اجازات طلب کی جی جی آنا جانا کیا آنا لگا رہے گا۔ اور ہنسنے لگا وہ باسط کے دل کی کہانی اسکی آنکھوں سے پڑھ چکا تھا، ستاتے ہوئے اس سے بولا اتنے میں علیزے رباب بیگم اور کرن بھی شاپنگ پہ جانے کے لیے باہر نکلی، وہ تینوں باتیں کرتی ہوئی گاڑی کی طرف آئیں سامنے لاؤنج میں باسط اور عادل بھی کھڑے تھے و لیکن باسط نے اس بار علیزے کو اگنور کیا، ممانی چھوڑیں چلوں ساتھ بلکہ ہم باسط کو بھی شادی کی شاپنگ کرنی ہے، باسط نے حیرت سے عادل کی طرف دیکھ کے کہا میں نے، ؟؟ اس نے سوالیہ نظروں سے عادل کو دیکھا۔ عادل نے اس کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ چل اب شرما ناں۔ یہ اپنی فیملی ہے ساری، اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے گاڑی کی طرف بڑھا، ممانی یہ بھی جائے گا کیا، ؟؟ ہاں تمہیں کیا مسلہ ہے چلو رباب نے علیزے کو گاڑی می بیٹھے کا اشارہ کیا وہ بے بس تھی اور اس نے ایک طرف کرن کو دیکھا جو مسلسل مسکرائی جا رہی تھی، اور دوسرے نظر گاڑی میں بیٹھے باسط کی طرف دیکھا، سفر میں سب باسط سے باتیں کر رہے تھے لیکن وہ مسلسل یہ سوچ رہی تھی کیا، میں جو سوچ رہی ہوں وہ ہے، نہیں نہیں بالکل نہیں آخر وہ شاپنگ مال میں پہنچے، سب اپنی اپنی خرید و فروخت میں مصروف تھے سب کی شاپنگ مکمل ہوئی چند ہی گھنٹوں بعد وہ سب واپس گھر کی طرف رواں تھے اور عادل نے اپنی گاڑی میں ریڈیو آن کیا جو ہمیشہ وہ سنتا تھا ڈرائیونگ کے وقت اور وہاں بھی تو بات محبت کی ہی چھڑی تھی

محبت معجزے جیسی کہا کس نے تمہیں جاناں
محبت بااختیار ہوتی ہے
یہ افواہ کس نے ہے پھیلائی
محبت کر لی جاتی ہے
ارے سنو پگلی !
یہ تو خدا کے کھیل ہوتے ہیں
کہاں کس کو کس سے ہونی ہے
کتنی بے لوث اور کتنی پاکیزہ
محبت کب اور کس سے ہونی ہے
یہ دل بسمل کہاں کہہ دے

مجھے تو اس کا ہونا ہے اور اس کا دھڑکنا اف اللہ کہاں بااختیار رہتا ہے محبت تو میری جان بہت نصیبوں سے ہوتی ہے
کہ جب رب راضی ہو تو
دلوں کی دھڑکنوں پہ وہ کن فیکون کہتا ہے

اوردلوں میں یہ جذبہ بھرتا ہے

محبت کے لیے ہمارارب معجزے کرتا ہے

تبھی تولوگ لکھتے ہیں

محبت معجزے جیسی

وااہ وااہ۔ عادل کیاوقت پہ آن کیا تونے ریڈیو۔ باسط نے داد دیتے ہوئے کہاان چند گھنٹوں میں سب ایک دوسرے میں گھل مل گئے اورچند فاصلے پہ ہی باسط نے باہر جھانکتے ہوئے کہا عادل یار یہی اتاردے مجھے میں چلاجاؤں گاباسط نے عادل کورکنے کاکہا توعادل نے گاڑی روک دی اور باسط باہر نکلااس نے عادل کوشکریہ کہااور پھر ایک نظر علیزے کودیکھاوہ اسے اپنی آنکھوں میں قید کرلیناچاہتا تھا آخر وہ گھرپہنچے سب اپنی اپنی شاپنگ دیکھنے لگے اور علیزے جو تھکتی نہیں وہ بہانہ بناکہ وہ تھک گئی ہے اپنے کمرے میں چلی گئی،اس کے دماغ میں کروڑوں سوال اٹھتے مٹتے وہ پریشان تھی اور سوچتے سوچتے سوگئی علیزے کی فیملی بھی اگئی سب سے ملاقات ہوئی اور سب مہمان آنے لگے۔ رباب نے کرن کوآوازدی اورکہاکہ علیزے کوکہوماما بابا آگئے ہیں نیچے آئے بڑی بہووہ سوگئی ہیں شاید تھک گئی آج،کرن نے رباب بیگم کوبتایا،اچھاتم سب کوچائے دواورکھانے کی تیاری کرو زرقاخالہ آئے گی کیامیں نے پیغام بھیجاتھاوہ یہ کہتی ہوئی کچھ مہنگے زیورات کے ڈبے لے کے ربناکے پاس بیٹھ گئی،باجی یہ دیکھیں عروج کے لیے بنوائے میں نے ماشاءاللہ بہت ہی پیارے ہیں اللہ اسے نصیب فرمائے،عنیزہ تم بتاؤ کیسا ہے رباب نے دوسراڈبہ علیزہ کودیتے ہوئے کہاپھر عورتوں کی باتیں کہاں ختم ہوتی ہیں وہ بھی بات خریدوفروخت کی ہو۔ بس توپھر ساری رات گزرگئی اوراس گھرمیں گہماگہمی نہ ختم ہوئی، اووہومائے گاڈمیں ساری رات سوئی رہی افففف اللہ جی علیزے کے آنکھ کھولتےہی وہ بولی، افففف اور جلدی سے منہ پہ پانی کے دوچھینٹےمارکے نیچے آگئی نانو۔ مماآگئی کیا ! وہ نانو سے پوچھ رہی تھی کہ علی شاہ باہر سے آئے علیزے بیٹااوروہ جاکے باباسے ملی بہت پیارکرتی تھی وہ اپنے ماں باپ سے لیکن وہ چڑتی جب وہ اسے شہرآنے کاکہتےاور پھر ننھے قدم اٹھتاعلیزہ کابیٹا ارحم۔ بھی اپنے باباخرم کاہاتھ پکڑے ہنستاہواکمرے میں آیااورعلیزے نے بھاگ کے جاکے اسے پپی کی اور باہنوں میں اٹھالیاخالہ کی جان ارحم بھالوبیٹاخالہ اک اوراس سے لاڈیاں کرنے لگی پھراتنے میں ساری فیملی اکٹھی ہوگئی سب نے مل کے ناشتہ کیااورناشتہ کے دوران ہی علی شاہ نے عدنان سے کہابھائی اب توہم آپ کی رونق کولے جائیں گے،شادی طےسبب کردی ہے میں نے علیزے کی،یہ سنتے ہی عادل،علیزے اورکرن ایک دوسرے کودیکھنے لگے عفت بی عدنان نے حیرت سے علی کی طرف دیکھا۔ علی یار بچی سے پوچھا بھی تم نے کون ہے کیا کرتا ہے۔ لڑکا،عدنان نے فوراًسوال کیاوہ ہمیشہ سے علیزے کواپنی بیٹی سمجھتا تھاتواس کاحق تھاکے وہ اسکی زندگی کے فیصلے کرنے سے پہلے اس کی رضامندی چاہتاوہ جاتا تھاکے علیزے کے خواب کیاہیں،اس نے اسے بڑے لاڈسے پالاتھااسکی ہر خواہش پوری کی اوراسکی زندگی کافیصلہ وہ کیسے اس سے بناپوچھے کرسکتا تھاعدنان اچھالڑکاہے وہ اسکانام اسفند قریشی،اے کیوآر کمپنی کااونرہے۔ اچھالڑکاہے فیملی بھی اچھی ہے انہیں ہماری علیزے بہت پسندہے علی نے اپنےفیصلےاوراس لڑکے کے کردارپہ روشنی ڈالی۔ یارعلی دیکھ لڑکے کاامیرہونالازم نہیں۔ ہماری بیٹی کی خوشی سب سے اہم ہے،ہمیں نہیں کرنی اپنی علیزے کی شادی وہاں بس بات ختم عدنان نے علیزے کااتراہواچہرا دیکھ کرفوراًجواب دیاانکارکردوانہیں۔ عدنان میں نے زبان دی ہے انہیں،علی نے کہاتوواپس لے لیں،عادل بولا،چل اوئے جھوٹے تیری زبان توتیرے منہ میں ہے اب بندکراورناشتہ کرہماری بٹوجہاں کہے گی جب کہے گی وہی شادی کروں گا میں اپنی لاڈوکی عدنان نے علیزے کے سرپہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہاعدنان بھائی ! علی شاہ نے ابھی بات مکمل بھی نہ کی تھی عدنان نے اسکی بات کاٹتےہوئے کہابس ناشتے کے بعدمایوں کی تیاری کرنے لگے سب اپنےاپنے کام۔ میں مصروف تھے گھرکوپیلے اوررنگ برنگے پھول کے بوکوں سے سجایاجارہاتھا

کرن کرن آسمیراکولینے چلیں تجھے پتہ ہے اس کے اباںہیں آنے دیں گے اسے ایسے کسی اورکے ساتھ چل ناعلیزے کے کپڑے پریس کرتی ہوئی کرن کاہاتھ پکڑااوراسے باہرکی طرف کھینچا اوووہورک توسہی میں بندکردوں استری کاسوچ اوردونوں سمیراکے گھرکی طرف نکلیں سمیراسمیرا کہاں مری ہووہ اونچی اونچی بولتی ہوئی سمیراکے گھرآئی سمیرا بھی علیزے کی دوست تھی لیکن وہ غریب تھی اوراس کے باباتھوڑے سخت مزاج آدمی تھے وہ اسے باہر بہت کم جانے دیتے تھے توآج توعلیزے اسے لینے آئی تھی اورلے کے جائے گی،وہ کمرے میں اپنے بھائی کے کپڑوں پہ استری کررہی ہے اندرچلی جاؤبیٹا،سمیراکی ماں بولی،اووہواوکے،سمیرانے علیزے کی آوازسن کے باہرکوآئی اسے یقین تھاعلیزے اسے ضرورلینے آئے گی اوروہ تیارہورہی تھی اوئے ہوئے میری شہزادی توبڑی قیامت لگ رہی ہے گلابی جوڑے میں علیزے بولی چل مسکے نالگازیادہ۔ سمیرانے کانوں میں بالی پہنتے ہوئے کہاچل دفعہ کریہ بالی آمیں نے تراڈریس لیاہے وہ پہنےگی توسجھی چل اب آنٹی میں لے جارہی ہوں اسے علیزے آندھی کی طرح آئی اورایسے ہی واپس جارہی تھی سمیراکوساتھ لے کے وہ اورکرن گاڑی میں بیٹھ گئی اور سمیرااپناڈوپٹہ لینے دوبارہ اندرگئی جب وہ واپس آئی توباسط نے سمیراکوگاڑی میں بیٹھتے دیکھ کے پوچھا میری کہاں جارہی ہواورکس کے ساتھ،بھیامیں وہ سمیرانے آہستہ سے کہ یارکون آگیا اب رک میں دیکھوں۔ علیزے جلدی سے باہرنکلی کیاہے یاربیٹھ جااس کی نظرباسط پہ پڑی جوسامنے کھڑاتھا آعلیزے حیرت سے دیکھاجی اوراپ سمیراکوکیوں لے جارہی ہیں میری دوست ہے میں جہاں مرضی لے کے جاؤں۔ آپ کون ہوتے ہیں پوچھنےوالے اس نے نخرے سے کہاجی میں کون ؟شایدمجھےان کابھائی کہاجاتا ہے اووہواچھاتوآپ ہیں امیرالباسط صاحب اووووہواچھا۔خیرمیں لے کے جارہی ہوں اسے بائے۔ علیزے نے یہ کہااورگاڑی میں بیٹھ گئی لیکن سمیراابھی باہرہی کھڑی تھی باسط نے سمیراکوبیٹھنےکااشارہ کیااورساتھ ہی پوچھا

میرے کپڑے پریس کر دیے تھے ناں، جی بھائی ساری چیزیں ریڈی ہیں وہ گاڑی میں بیٹھتی ہوئی بولی وہ اپنی گاڑی کو ریورس کر کے مڑا اور باسط کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔ لڑکیوں جلدی کرو تیاری ہوگئی ہو تو باہر نکلو۔ سب انتظار کر رہے ہیں، عینا نے علیزے کے کمرے میں داخل ہوتے ہی ان تینوں سہیلیوں کو تیار ہوتا دیکھ کے کہا، جی آنٹی بس انٹی سمیرا بولی مجھے سب سے سپیشل تیار ہونا ہے یو نو ڈیٹ ہاں ہاں علیزے کو تو آج بڑا سجنا سنورنا ہے کیوں کرن سمیرا نے ہنستے ہوئے کہا یار میرا کبرڈ نہیں کھل رہا، مری رنگ ہے اس میں مجھے وہ پہننی پے مجھے نہیں پتہ۔ علیزے نے اس دراز کو کھولتے ہوئے کہا کسی کو بلاؤ باہر سے اس نے کرن سے کہا، ارے ارے سنیے، کرن نے کسی کو آواز دی یہ دراز نہیں کھل رہا ہیلپ کر دیں کرن نے اسے بتایا لائیں میں کھول دوں ہائے جب یہ آواز اس کے کانوں میں پڑی تو اس نے جلدی سے اپنی جھکی زلفوں کو ایک دم سے ہٹایا جو اسکے چہرے کو چھپائے ہوئی تھی سامنے کون تھا باسط آپ پپپ۔ جی شیور اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ ہٹایا، وہ نیلے رنگ کی شرٹ میں ہی تو تھا اور اس کے بائیں ہاتھ پہ گھڑی تھی وہ کسی محل کا شہزادہ اور علیزے حور سے کم تو نہیں تھی دونوں کے ہیر جیسے سفید مخملی رنگ پہ نیلا رنگ قیامت ڈھا رہا تھا علیزے نے پہلے اسکے ہاتھ میں گھڑی دیکھی اور پھر اس کی شرٹ اور اس کے چہرے کی خوبصورتی کو چار چاند لگانے کے لیے جو داڑھی تھی وہ تو سیدھی اس کے دل میں اتر گئی، یہ لیں کھل گیا اس نے نیلے رنگ کی کانچ کے گرد موتیوں سے بنی انگوٹھی دراز سے نکالی اور علیزے کی طرف آنکھوں میں دیکھنے لگا آج میجر امیر الباسط علیزے آپ کو اپنے دل میں رہنے کی اجازت دیتا ہے آپ نے تو پہلی نظر میں مجھے اپنا مرید بنا لیا تھا۔ آپ پہلی لڑکی ہیں جسے دیکھ کے مجھے لگا کے مجھے اس کے لیے بنایا گیا ہو، خواب سی آنکھیں گلاب سے ہونٹ رشتوں اور احساسات کی رو میں بہتی ایک پیاری سی روح مجھے اپ سے بہت محبت ہے علیزے پتہ نہیں کیوں ہوئی یہ لیکن یہ محبت صرف آپ سے ہے مگر اپ بہت اعلی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ میرے ماں باپ غریب ہیں مگر الحمدللہ میری نوکری لگ گئی ہے اب ہر چیز تبدیل ہو جائے گی۔ آپ کہیں گی تو میں آپ کو شہر میں گھر لے دوں گا آپ کو کوئی تکلیف نہیں آنے دوں گا بس میجر صاحب آپ کیا سمجھتے ہیں رشتے بس دولتوں کے ترازو میں تول کے بنائے جاتے ہیں مجھے آپ سے محبت ہوگئی، لیکن میں بس یہ سوچتی تھی پتہ نہیں آپ فوجی ہیں کہ نہیں۔ عادل بھائی نے کل واپس آنے کے بعد مجھے بتایا کہ آپ میرے لیے سب سے بہتر فیصلہ ہوں گے انہوں نے آپ کو میرے بارے میں سب بتایا اور مجھے نہیں بتایا کہ آپ کون ہیں کیا کرتے ہیں میں پھر بھی آپ کو چاہنے لگی کیوں کہ مجھے یقین تھا مجھے لگتا تھا یہ سب وہی ہو رہا ہے جو میں روز خواب دیکھتی ہوں وہ کیسے غلط ہو سکتا ہے ۔ اور جب سمیرا نے بتایا کے آپ اس کے بھائی ہیں اور میجر صاحب بھی ہیں ابھی پرسوں ہی آپ کی پوسٹنگ یہاں ہوئی ہے تو قسم اس رب کی جس نے آپ کو میرا کر کے بھیجا مجھے اور یاد آیا۔ آپ۔ میں نے یہ سوچ کے آپ غریب ہیں میں تو شکر گزار تھی کہ میرا فوجی مجھے مل گیا، کاش کہ یہ دنیا سمجھ سکے کہ دولتیں تجارتوں میں اہم ہوتی ہیں رشتوں میں تو ان کی شدت احساس اور اپنائیت کو پرکھا جاتا ہے غریب امیر کے فلسفے ہم نے خود ایجاد کیے ہیں ہمارے رب نے ہمیں ایک جیسی مٹی سے بنایا اور ایک جیسا بنایا۔ انسان دولت سے چیزیں خرید سکتا ہے لیکن رشتے نہیں۔ محبتیں نہیں۔ باسط علیزے علی شاہ نے ہمیشہ آپ کو سوچا تھا آپ کو ہی سوچ رہی ہوں آپ کو ہی سوچوں گی، علیزے نے اپنی محبت کا اظہار کر دیا اتنے میں عادل نے سب کو بتا دیا اور سب کو لے کے علیزے کے کمرے میں اگیا۔ باسط کی فیملی بھی وہاں موجود تھی اور باسط نے وہی اپنی جیب سے نیلے رنگ کی انگوٹھی نکالی اور علیزے کے کنول جیسے ہاتھ کی مخملی انگلی میں ڈال دی اور ساتھ کہا اب اسے سنبھالے چلنے کی ضرورت نہیں میری فوجن صاحبہ میں تمہیں ہر جگہ تھامنے آجاؤں گا ایسے کیسے پہلے ایک شرط کہ آپ طعنہ نہیں دیں گے مجھے علیزے نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا بس تم پاگل ہو تھوڑی سی صحیح ہو جاؤ۔ اور باسط نے علیزے کے ماتھے پہ اپنی محبت کی مہر ثبت کی سب بہت خوش تھے پھر عادل کی شادی کی تمام تر ذمہ داریاں سر انجام دی گئیں محبت معجزے جیسی ہی ہوتی ہے یہ معجزہ ہی تو ہے آپ کسی کو اپنے خوابوں کے گلشن میں دیکھیں اور حقیقت میں اس سے اپ کا ملن ہو جائے تو یہ کہنا غلط کیسے محبت معجزے جیسی ہوتی ہے۔

جس گھر میں ہر کوئی سربراہ بننے کے لیے تگ و دو میں لگا رہتا ہے، وہ گھر میدان جنگ بن جاتا ہے۔

دیکھے جو مے خانے کی طرف ترچھی نظر بھی

اویس ساقی

دیکھے جو میخانے کی طرف ترچھی نظر بھی
چھوڑوں گا نہ کندھوں پہ ترے شیخ جی سر بھی

کرنی ادا اب سُنتِ سجاد ہے مجھ کو
پاؤں میں سلاسل مرے در پیش سفر بھی

کھاتا تھا مرے پاس ہی رہنے کی جو قسمیں
ظالم نے پلٹ کر ہی نہ لی میری خبر بھی

ہستی مری مرقد ہے آوارہ مرا وحشت
بڑھتا ہی چلا جائے مرا دردِ جگر بھی

اِس تیرگی کی بدلی نے چَھٹ جانا ہے آخر
دن رات کی کوشش سے کبھی ہوگی سحر بھی

افلاک کے تارے سبھی تابع ہوں گے تیرے
ہستی سے کبھی اپنی اے نادان گزر بھی

دشوار بہت عشق کے رستے ہیں کہ ساقی
ملتا ہے انہی رستوں پہ سوچوں کو ثمر بھی

انسانیت

عامر سہیل

وہ اسی فخر و غرور میں گرفتہ تھا کہ اس کے پاس بے حد مایہ و مال و متاع ہے۔ جس کے بل بوتے وہ سب کچھ خرید سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ کسی کی غمی یا خوشی میں شریک ہونا اُسے باعث تضحیک لگتا کیونکہ اس کی نظر میں باقی تمام گاؤں ہیچ تھا وہ اپنے گھر کی طرف آنے والی سڑک پر کسی کو نہ چلنے دیتا اور بڑی شوخی اور متکبر زدہ ہو کر کہتا کہ یہ چھوٹے لوگ کچھ نہیں جانتے یہ تو بدبو ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ ان کو سڑک پر نہیں صرف پگڈنڈی پر چلنے کا حق ہے۔۔۔۔۔۔ ایک دن گاؤں میں رحمت میاں کی طبعیت بہت ناساز ہو گئی اور سواری کا بندوبست نہیں ہو رہا تھا لوگ بڑی آس لگائے کہ چوہدری کے پاس سب گئے تو وہ دولت و دھن کے ابھیمان میں بولا کہ میری بلا سے کل کا مرتا ابھی مرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میری نئی گاڑی ہے اور تم غریب خلقت بے ڈھنگی سی بشریت اسے تباہ حال کر چھوڑو گے۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر تُم لوگوں کی شان ہی نہیں اس گاڑی پہ بیٹھنا تو در کنار ہاتھ بھی لگانا۔۔۔۔۔ تمام مجمع اپنا سامنہ لے کر واپس چلا گیا۔۔۔۔۔۔ وہ گاؤں کی مسجد میں جا کر نماز پڑھنا بھی اپنی ذلت گردانتا۔۔۔ اس نے اپنی ایک علیحدہ مسجد بنوائی کیونکہ وہ کہتا کہ گاؤں والوں کے کپڑوں سے پسینے کی بدبو آتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک دن چوہدری صاحب کو دوپہر کے 1 بجے کال آئی کہ آپ کا بیٹا سکول کی چھت سے گر گیا ہے اور خون بہت بہہ جانے کی وجہ سے اسے خون کی اشد ضرورت ہے اب چوہدری صاحب پیسے لیے گھر سے روانہ ہوئے اور خون کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔ اِدھر خون نہ ملنے کی پریشانی اور اُدھر ڈاکٹر بار بار کال کر کے یہ باور کرا رہے تھے کہ جلدی کریں کہیں دیر نہ ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے در در کی ٹھوکریں کھانے کے بعد بھی اور اتنا مال ہونے کے باوجود بھی مطلوبہ خون کا گروپ نہ مل سکا۔۔۔۔۔۔۔ اس نے ڈاکٹر کو کال کی اور دھاڑیں مار مار کے رونے کے بعد ساری کہانی بیان کی ڈاکٹر نے کہا کہ کچھ نہیں ہو سکتا اب۔۔۔۔۔۔ آپ بس آ جاؤ اور اپنے بچے کا آخری دیدار کر لو اور آخری بار بات کر لو اُس سے۔۔۔۔۔۔

اب وہ ہسپتال کی جانب مڑا اور تھوڑی دیر بعد ہسپتال پہنچ گیا۔۔۔۔۔ وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ سارا گاؤں وہی موجود ہے اب اسے دہری مصیبت نظر آئی اور خیال کرنے لگا کہ آج یہ ہر زیادتی کا بدلہ لیں گے اس سے پہلے کہ اہلیانِ گاؤں کچھ کہتے وہ خود ان سے زار وزار رو کے معافی طلب کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گاؤں والے ٹس سے مس نہ ہوئے۔بس چپ سادھے بت بنے وہی ساکت وجامد کھڑے رہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ آگے بڑھ گیا اور بوجھل قدموں کے ساتھ اپنے بیٹے والے وارڈ کی طرف بڑھنے لگا قلب میں یہی ارمان تھا کہ کچھ نہ کرپایا اور کہیں کہیں اپنے کیے کرتوتوں پر ملامت زدہ بھی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب جب کمرے میں داخل ہوا تو بسترِ مریضاں پر بیٹے کو موجود نہ پاکر اوسان خطا ہو گئے اور بے اختیار دوڑا دوڑا ڈاکٹر کے پاس گیا کہ ڈاکٹر صاحب میرا بیٹا؟؟؟ ڈاکٹر چشمِ نم کیے لب گویا ہوا کہ چوہدری صاحب افسوس آپ نے بہت دیر کردی آنے میں ہم اسے نہیں بچا سکے۔۔۔۔۔۔ اسے اپنے پاؤں تلے سے زمین کھسکتی دکھائی دی بھاگم بھاگ بیٹے کی بجائے گاؤں والوں کے پاس گیا اور ایک ایک کے پاؤں پر گرتا جاتا اور کہتا جاتا کہ مجھے معاف کردو میں بہت کمینہ ہوں میرا آہنکار میرے بیٹے کی جان لے گیا خدارا مجھے معاف کردو تاکہ میری باقی زیست میں سدھار و دیت ہو پائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی اثنا میں اسے اپنے کندھوں پر نرماہٹ محسوس ہوئی اور اس نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے اپنی آنکھوں پر جیسے یقین نہ آیا کیونکہ سامنے اس کا بیٹا کھڑا مسکرا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ پاپا آج چاچو رحمت نے مجھے کندھوں پر بٹھا کر خوب کھلایا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ رحمت کے قدموں میں گر کر طلبگار معافی ہوا۔۔۔۔۔ رحمت نے کہا کہ مجھے تُم سے کوئی شکایت نہیں۔۔۔۔۔ اب وہ ڈاکٹر کی طرف متعجب ہو کر مڑا کہ اس نے ایسا جھوٹ کیوں بولا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر بولا کہ چوہدری!!! گاؤں والے تمہیں سدھارنا چاہتے تھے اس لیے ہم سب نے مل کے ایسا کیا۔۔۔۔۔ آپ کے بیٹے کو ہسپتال بھی یہی لوگ لائے اور ہر گاؤں والا خون دینے کو بھی تیار تھا چوہدری یہ ہوتی ہیں انسانیت، انس، پیار، محبت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ لب جو ہوا کہ ڈاکٹر صاحب آج سے آنکھیں کھل گئیں اور انسانیت کیا ہے سمجھ آگیا۔۔۔۔۔ وہ گاؤں والوں کے ساتھ پیدل آیا اور اگلے دن

اب وہ ہسپتال کی جانب مڑا اور تھوڑی دیر بعد ہسپتال پہنچ گیا۔۔۔۔۔ وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ سارا گاؤں وہی موجود ہے اب اسے دہری مصیبت نظر آئی اور خیال کرنے لگا کہ آج یہ ہر زیادتی کا بدلہ لیں گے اس سے پہلے کہ اہلیانِ گاؤں کچھ کہتے وہ خود ان سے زار و زار رو کے معافی طلب کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گاؤں والے ٹس سے مس نہ ہوئے۔بس چپ سادھے بت بنے وہی ساکت و جامد کھڑے رہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ آگے بڑھ گیا اور بوجھل قدموں کے ساتھ اپنے بیٹے والے وارڈ کی طرف بڑھنے لگا قلب میں یہی ارمان تھا کہ کچھ نہ کر پایا اور کہیں کہیں اپنے کیے کرتوتوں پر ملامت زدہ بھی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اب جب کمرے میں داخل ہوا تو بسترِ مریضاں پر بیٹے کو موجود نہ پا کر اوسان خطا ہو گئے اور بے اختیار دوڑا دوڑا ڈاکٹر کے پاس گیا کہ ڈاکٹر صاحب میرا بیٹا؟؟؟ ڈاکٹر چشمِ نم کیے لب گویا ہوا کہ چوہدری صاحب افسوس آپ نے بہت دیر کر دی آنے میں ہم اسے نہیں بچا سکے۔۔۔۔۔۔ اسے اپنے پاؤں تلے سے زمین کھسکتی دکھائی دی بھاگم بھاگ بیٹے کی،بجائے گاؤں والوں کے پاس گیا اور ایک ایک کے پاؤں پر گرتا جاتا اور کہتا جاتا کہ مجھے معاف کر دو میں بہت کمینہ ہوں میرا آہنکار میرے بیٹے کی جان لے گیا خدارا مجھے معاف کر دو تاکہ میری باقی زیست میں سدھار و دیت ہو پائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی اثنا میں اسے اپنے کندھوں پر نرماہٹ محسوس ہوئی اور اس نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسے اپنی آنکھوں پر جیسے یقین نہ آیا کیونکہ سامنے اس کا بیٹا کھڑا مسکرا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ پاپا آج چاچو رحمت نے مجھے کندھوں پر بٹھا کر خوب کھلایا۔۔۔۔۔۔۔ وہ رحمت کے قدموں میں گر کر طلبگار معافی ہوا۔۔۔۔۔ رحمت نے کہا کہ مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں۔۔۔۔۔۔ اب وہ ڈاکٹر کی طرف متعجب ہو کر مڑا کہ اس نے ایسا جھوٹ کیوں بولا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر بولا کہ چوہدری!!! گاؤں والے تمہیں سدھارنا چاہتے تھے اس لیے ہم سب نے مل کے ایسا کیا۔۔۔۔۔ آپ کے بیٹے کو ہسپتال بھی یہی لوگ لائے اور ہر گاؤں والا خون دینے کو بھی تیار تھا چوہدری یہ ہوتی ہیں انسانیت، انس، پیار، محبت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ لب جو ہوا کہ ڈاکٹر صاحب آج سے آنکھیں کھل گئیں اور انسانیت کیا ہے سمجھ آ گیا۔۔۔۔۔ وہ گاؤں والوں کے ساتھ پیدل آیا اور اگلے دن گاؤں والوں کو بہت بڑی ضیافت دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ دعوت میں بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اگر گاؤں والے میرے ساتھ مکافاتِ عمل کا رویہ اپناتے تو؟؟؟ اگر یہ بھی میری طرح میری مدد نہ کرتے تو؟؟؟ یہی سوچتے سوچتے وہ گاؤں کی مسجد میں نماز کی ادائیگی کیلیے روانہ ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

محبت بھی ہے اور محبت کرتا نہیں ہے

محمد رمضان شاکر

میری وفاؤں کا یقین وہ کرتا نہیں ہے
محبت بھی ہے اور محبت کرتا نہیں ہے

کیا نہیں جانتا کہ ہے گناہ کبیرہ
دل توڑنے سے مگر وہ ڈرتا نہیں ہے

دعوے کرتا ہے چاند تارے توڑ لانے کے
مگر میری خاطر دنیا سے لڑتا نہیں ہے

باتیں کرتا رہتا ہے ہمیشہ دل دکھانے کی
کیوں میرا دامن خوشیوں سے بھرتا نہیں ہے

انگ انگ پہ چھایا ہے وصل کا نشہ
دن ہجر کا مگر ڈھلتا نہیں ہے

دن بدن ڈوبتا ہی جا رہا ہے شاکر
کیونکر قسمت میری کا ستارہ ابھرتا نہیں ہے

میری وفاؤں کا یقین وہ کرتا نہیں ہے
محبت بھی ہے اور محبت کرتا نہیں ہے

حنظلہ

نونہالوں کے لیے کہانی

ڈاکٹر نایاب ہاشمی کے قلم سے

حنظلہ کی مما نے کچن میں ناشتہ بناتے ہوئے گھڑی کی طرف دیکھا تو چھ بج رہے تھے۔ وہ فوراً بیڈروم کی طرف دوڑی۔

" حنظلہ! اٹھو بیٹا!! اسکول کے لئے دیر ہو جائے گی۔ جلدی اٹھو! وین والے انکل زیادہ انتظار نہیں کریں گے۔ آج پھر آپ کی فجر قضا ہو گی۔۔۔ "

" ہمممم 5 منٹس اور مما۔۔ " حنظلہ نے نیند میں ہی جواب دیا۔

حنظلہ کی مما نے ٹفن باکس ریڈی کر کے ٹیبل پر رکھا پھر واپس سے حنظلہ کو آواز دی،
" ہو گئے فائیو منٹس! اب ایک منٹ بھی دیر نہیں۔ "
حنظلہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا، " مما یہ مارننگ اتنی جلدی کیوں ہو جاتی ہے؟ "
" مارننگ اپنے وقت پر ہی ہوتی ہے جان۔ آپ لیٹ اٹھتے ہو۔ فجر کے لئے اٹھ جایا کرو تو سب کام صحیح سے ہو جائے گے۔ "
" میں کوشش کرتا ہوں مما۔ لیکن میری آنکھ ہی نہیں کھلتیں ہے۔ کیسے نماز پڑھوں گا؟ "
" بیٹا جی! جو لوگ اللہ تعالٰی سے محبت کرتے ہیں وہ فجر کے لئے جاگ ہی جاتے ہیں۔ ابھی تو چلو اسکول کی تیاری کرو۔ فجر کی قضا بھی ادا کرنی ہے۔ "

حنظلہ نے بیڈ سے باہر چھلانگ لگا دی۔

حنظلہ کلاس 2 کا اسٹوڈنٹ تھا۔ پڑھائی میں سب سے آگے۔ اسپورٹس میں ہر سال میڈل لیتا تھا۔ اسکول کی ایکسٹرا کیری کیولر ایکٹیویٹیز میں ہمیشہ پیش پیش رہتا۔ بس اسے اس بات کا افسوس تھا کہ فجر کی نماز کے لیے وہ اٹھ نہیں پاتا تھا۔ پانچوں وقت کی نماز پڑھنے کی خواہش کبھی کبھی ہی پوری ہوتی تھی۔

وین والے انکل نے ہارن بجایا اور حنظلہ اپنا بیگ لے کر فلیٹ سے باہر نکل گیا۔ اسکول کا وہی روزانہ والا ماحول۔ لیکن آج کل اس میں کچھ نیا ہوا۔ آج دینیات کی کلاس کے وقت نئی ٹیچر آئی۔

مس رخسانہ نے تمام بچوں کا انٹروڈکشن لیا۔ اور آج کی پڑھائی شروع کی۔

" بچوں! مجھے بتاؤ کہ کون کون نماز پڑھتا ہے؟"

حنظلہ نے دیکھا کہ کچھ بچوں نے ہاتھ اٹھایا کچھ نے نہیں۔

ٹیچر نے پھر پوچھا کہ، " کون سا بچہ کلاس میں فجر کی نماز پڑھ کے آتا ہے؟"

ایک بھی بچے نے ہاتھ نہیں اٹھایا۔

ٹیچر نے پھر پوچھا، "کیا وجہ ہے آپ لوگ اسکول کے لئے تو اٹھ جاتے ہو لیکن فجر کی نماز کے لیے نہیں؟" کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حنظلہ نے بھی دوسرے بچوں کی طرح شرم سے اپنا سر نیچے کرلیا۔

ٹیچر نے کہا، " اس کے لیے میں آپ لوگوں کو ایک آئیڈیا بتاتی ہوں۔ ہمیں اپنے ہر کام کے لئے اللہ تعالی سے کہنا چاہیے۔ چاہے ہمیں ایک پینسل کی ضرورت کیوں نہ ہوں ہمیں اللہ سے مانگنا چاہیے۔ اس لئے فجر کی نماز کے لیے بھی ہم اللہ سے کہے گے۔ آپ ایسا کرنا آج رات سونے سے پہلے اللہ تعالی سے کہنا کے اللہ تعالیٰ کل مجھے فجر کے لئے جگا دیجئے۔ دیکھنا کیسے آنکھ کھلتی ہے۔ کل مجھے تمام بچے اس بات کا جواب دیں گے کہ وہ فجر کی نماز پڑھ کر آئے ہیں یا نہیں۔"

تمام بچوں نے ایک آواز میں کہا، "ٹیچر ہم لوگ ایسے ہی کریں گے اور کل فجر کی نماز پڑھ کر آئیں گے۔"
ٹیچر نے کہا، " پیارے بچوان شاء اللہ بھی کہو۔"
سب نے ایک آواز میں کہا، "ان شاء اللہ۔"

اپنی ٹیچر کی بات سن کر حنظلہ نے بھی عہد کیا کہ وہ اللہ تعالی سے کہے کر سوئے گا کے اللہ تعالی اسے صبح فجر کی نماز کے لیے جگا دے۔
اور پھر ایسے ہی ہوا۔ حنظلہ نے رات میں اللہ تعالی سے فجر کی نماز کے لیۓ جگانے کی درخواست کی اور سونے کی دعا پڑھ کر سو گیا۔ حنظلہ بہت پیارا خواب دیکھ رہا تھا کہ اس کی آنکھ کھلی۔ اذان کی آواز کانوں میں آ رہی تھی۔ اسے یاد آیا رات اس نے اللہ تعالی سے درخواست کی تھی۔ اور اللہ تعالی نے اذان کے وقت جگا دیا۔ وہ فوراً اٹھ گیا۔

حنظلہ آج بہت خوش تھا۔ آج اسے مما نے نہیں جگایا تھا بلکہ اللہ تعالی کے جگانے پر وہ آج فجر کی نماز پڑھ کر اسکول جا رہا تھا۔ اس نے عہد کر لیا کہ آج کے بعد وہ روزانہ ایسا ہی کرے گا۔ اسے نماز کی عادت بھی ہو جائے گی۔ اور روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھنے کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔

ماہنامہ فلک

تمام قلم کاروں کے لیے ایک نیا پلیٹ فارم

اپنی غیر شائع شدہ تحاریر کی اشاعت کے لیے اس جی میل ایڈریس پر رابطہ کریں۔

monthlyfalak@gmail.com

زبان کی مٹھاس

اسامہ حفیظ

نونہالوں کے لیے ایک کہانی

علی بخش شہری آبادی سے دور چھوٹے سے گاؤں میں رہا کرتا تھا۔ وہ انتہائی خوش اخلاق اور میٹھے بول بولنے والا شخص تھا۔ دن چڑھے کھیتوں کی طرف چلا جاتا اور سارا دن کھیتوں میں کام کرتا رہتا۔ غریب ہونے کے باوجود اس کی خوش اخلاقی کے باعث گاؤں کے لوگ اس سے بہت محبت کرتے اور ہر خوشی کے موقع پر سب سے پہلے بلاتے۔ بچوں کو خصوصی طور پر اس سے محبت تھی اور اس کی پیاری پیاری باتوں سے بہت کچھ سیکھتے۔

آج احمد کے گھر شادی کا سما تھا۔ ہر طرف خوشیوں کی ریل پیل تھی۔ احمد کے بڑے بھائی رشتہ ازدواج میں بندھنے جا رہے تھے۔ احمد اپنے ہم عمر بچوں سے دور کھڑا بے چینی کے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ آخر احمد نے اپنے ابا جان سے دریافت کیا کہ علی بخش چچا ابھی تک کیوں نہیں آئے۔

احمد کے ابا جان نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے بتایا کہ علی بخش کو پیغام بھیج دیا ہے وہ اپنے کام سے فارغ ہوتے ہی آ جائے گا۔

"لیکن ابا جان اگر آپ اجازت دیں تو میں علی بخش چچا کو لے آؤں۔" احمد نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ٹھیک ہے بیٹا دھیان سے جانا اور علی بخش چچا کو زیادہ تنگ نہ کرنا۔" احمد کے ابا نے جواب دیا۔

احمد مختلف سوالات ذہن میں دہراتا ہوا علی بخش کے کھیتوں کی جانب رواں تھا۔ اس کا چہرہ خوشی کے احساس سے مہکا ہوا تھا۔ جب احمد کھیت میں پہنچا تو علی بخش کام میں مصروف تھا۔

"السلام علیکم چچا جان!" احمد نے بلند آواز میں کہا۔۔۔

علی بخش نے سلام کا جواب دیتے ہوئے ننھے احمد کو خوش آمدید کہا۔ علی بخش کا کام ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔
احمد بڑی بے صبری سے علی بخش کے کام ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔
تھوڑی دیر بعد علی بخش کام سے فارغ ہو چکا تھا اور احمد کے ساتھ چلنے کے لیے تیار تھا۔
معمول کے مطابق علی بخش احمد سے مختلف سوالات کا منتظر تھا کہ احمد کی آواز علی بخش کے کانوں سے ٹکرائی۔

"چچا جان ! میں بھی آپ کی طرح بننا چاہتا ہوں۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ سب لوگ میرے ساتھ پیار کریں۔"
علی بخش احمد کی بات سن کے مسکرا دیا اور کہنے لگا :
بیٹا ! میٹھا بول محبتوں کی بنیاد ہے اگر آپ لوگوں کے دلوں میں گھر کرنا چاہتے ہو تو اپنی زبان میں مٹھاس پیدا کرلو۔ اپنی باتوں کو اتنا خوبصورت کرلو کہ لوگ خود بخود آپ کی طرف مائل ہوتے جائیں۔ میٹھی زبان ہی خوبصورت زندگی کی باعث ہے بیٹا!
علی بخش نے یہ باتیں اتنے میٹھے لہجے میں کہیں کہ وہ احمد کے دل میں گھر کر گئیں۔
احمد نے علی بخش چچا سے وعدہ کیا کہ وہ بھی اخلاق میں حسن اور زبان میں مٹھاس پیدا کرے گا تاکہ لوگوں کے دلوں میں گھر کر سکے۔۔۔

اردو ورچوئل لائبریری

پاکستان کی پہلی ورچوئل لائبریری

ابھی وزٹ کریں

UrduVirtualLibrary.blogspot.com

نونہال مصوری

زوفشاں راشد جماعت ہشتم

تصویر خانہ

عروج فاطمہ

زوہیب ارشد

دنیا کے ذائقے

گاجر کا حلوہ

بسمہ ملک

گاجر کا حلوہ

(آٹھ افراد کے لیے)

اشیائے ضروریہ

گاجر ڈیڑھ کلو

(کدوکش کر کے پانی کو خشک کر لیں)

بادام، پستے

حسب ضرورت (باریک کٹے ہوئے)

اخروٹ چھلے ہوئے آدھی پیالی

(باریک کٹے ہوئے)

چھوٹی الائچی آٹھ عدد

(باریک پسی ہوئی)

گھی ایک پیالی

خشک دودھ دو پیالی

چینی ڈیڑھ پیالی

ترکیب

گاجروں کا پانی خشک کر لیں اور ٹھنڈا کر کے ہلکا سا کچل لیں۔ ایک کڑاہی میں گھی گرم کریں، جب گرم ہو جائے تو الائچی ڈال دیں خوشبو آنے لگے تو گاجریں ڈال دیں، چمچ چلاتے ہوئے گاجروں کو اچھی طرح بھون لیں۔ جب رنگ تبدیل ہونے لگے تو دودھ، چینی اور اخروٹ ڈال دیں اور دوبارہ تیز تیز چمچ چلاتے ہوئے بھونیں۔ جب گھی الگ ہونے لگے تو حلوہ تیار ہے۔ ایک بڑی تھالی میں ذرا سی چکنائی لگا کر حلوہ پھیلا کر ڈال دیں اوپر سے میوہ جات سجا دیں۔ جب ٹھنڈا ہو جائے تو ٹکڑوں کی شکل میں کاٹ کر پیش کریں۔۔

دل کشی کے نسخے

پلکیں اور بھنویں خوب صورت بنائیے

بسمہ ملک

سجنا سورنا اور اچھا دکھنا تو ہر لڑکی کی ہی خواہش ہوتی ہے۔ لمبی گھنی خوبصورت پلکیں اور بھنویں آنکھوں کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہیں۔ لمبی اور گھنی پلکوں کا حصول اب خواب نہیں رہا آنکھوں کی پلکوں کو خوبصورت اور جاذبِ نظر بنانے کے لئے ان قدرتی طریقوں پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

1 : تھوڑا کیسٹر آئل اپنی ہتیلی پر ڈالیں انگلیوں کی مدد سے پلکوں اور بھوؤں پر لگائیں یہ عمل نہ صرف آپکی پلکوں کو خوبصورت اور گھانا بنائے گا بلکے گرتی پلکوں کو بھی روک دیگا۔

2 : تازہ اور ٹھنڈے پانی کا استعمال پلکوں کے لئے نہایت مفید ہے جو انہیں صحت مند اور گھنا رکھنے کے ساتھ ساتھ تروتازگی بھی بخشتا ہے۔

رہنے دیں پھر جب لیموں کی خوشبو تیل میں محسوس ہونے لگے تو اس تیل کو بوتل میں ڈال کر رکھ دیں اور روزانہ رات کے وقت سونے سے پہلے روئی کی مدد سے اس تیل کو اپنی پلکوں پر لگائیں۔ پلکوں کی افزائش اور بہترین نتائج کیلئے یہ نسخہ قابلِ
ذکر ہے۔

نسخہ نمبر 2

کیسٹر آئل : دس گرام
کافور کا تیل : دس گرام

ترکیب اور طریقہ استعمال

کیسٹر آئل اور کافور کا تیل برابر مقدار میں ایک بوتل میں ڈال لیں مسکارا اسٹک کو تیل میں بھگو کے ہلکا سا جھٹک کر رات کو سونے سے پہلے پلکوں اور بھنوؤں پر لگالیں صبح ٹھنڈے پانی سے دھولیں کافور کا تیل دستیاب نہ ہو تو کیسٹر آئل شامل کر سکتے ہیں خوبصورت اور لمبی پلکوں کے لئے نہایت فائدے مند ہے۔

نسخہ نمبر 3

شہد : دو چائے کے چمچ
کیسٹر آئل : دو چائے کے چمچ

3 : سیب کا سرکہ روئی کی مدد سے دن میں دو بار پلکوں پر لگائیں پلکیں لمبی اور گھنی ہو جائیں گی۔

4 : خوبصورت اور لمبی پلکوں کے لئے اپنی غذاؤں میں ڈیری مصنوعات مثلاً دودھ، مکھن، کو شامل کریں۔

5 : اپنی غذاؤں میں تازہ پھل اور سبزیوں کے استعمال کو بڑھائیں یہ نہ صرف پلکوں اور بھنوؤں بلکے آپکی مجموئی صحت کے لئے بھی نہایت فائدے مند ہے۔

6 : رات کو سونے سے پہلے زیتون کا تیل روئی کی مدد سے پلکوں پر لگائیں یہ پلکوں کو مظبوط بنا ؟ گا۔

7 : آٹھ سے دس گھنٹوں کی مناسب نیند ناصرف ہماری پلکوں بلکہ ہماری چمکدار آنکھوں کیلئے بھی نہایت ضروری ہے۔

چند کارآمد نسخے

نسخہ نمبر 1
لیموں کے چھلکے : ایک عدد لیموں کے چھلکے اتار لیں
زیتون کا تیل / کیسٹر آئل : ایک کپ

ترکیب اور طریقہ استعمال

لیموں کے چھلکوں کو ایک کپ زیتون کے تیل یا کیسٹر آئل میں بھگو دیں اور اسے ایک ہفتے تک اسی حالت میں پڑا

ترکیب اور طریقہ استعمال

اصلی شہد اور کیسٹر آئل دونوں برابر مقدار میں لیں اور کسی شیشی میں اچھی طرح مکس کر کے رکھ دیں۔ روزانہ رات کو سونے سے پہلے پلکوں پر لگائیں۔ پندرہ دنوں کے استعمال سے پلکیں لمبی ہو جائیں گی اور آنکھیں بے حد حسین اور پرکشش نظر آئیں گی۔

نسخہ نمبر 4

پانی : ایک کپ
لینولین کریم : دو چائے کے چمچ
بادام کا تیل : ڈیڑھ کھانے کا چمچ
لیسیتھین پاؤڈر : ایک کھانے کا چمچ
عرق گلاب : حسب ضرورت

ترکیب اور طریقہ استعمال

ایک کپ پانی ابالیں دو چائے کے چمچ لینولین کریم شامل کریں اور پکنے کے لیے رکھیں، جب ایک ابال آجائے تو ڈیڑھ کھانے کے چمچ میٹھے بادام کا تیل ڈالیں اور مکس کر کے ہلکی آنچ پر رکھ دیں۔ پھر 1 کھانے کا چمچ لیسیتھین پاؤڈر ڈال کر مکس کریں اور چولہے سے اتار کر دو منٹ کے لیے ٹھنڈا ہونے دیں۔ حسب ضرورت عرق گلاب ملا کر پلکوں اور بھنوؤں پر لگائیں۔ آپ کی پلکوں کو خوبصورتی اور آنکھوں کو جاذب نظر بنانے کے لیے بے حد موثر نسخہ ہے۔